الحمد للہ کہ یہ مثنوی تصوف میں
جناب حاجی امداد اللہ صاحب تہانوی موسومہ

غذاء روح

شہر دہلی کی مطبع احمدی میں شیخ
ظفر علی کی اہتمام سی طبع ہوئی سنہ [illegible] ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس سی ہو حمد و ثنا اوس ذات کی | کن سی پیدا جسنی موجودات کی
اوس وجود پاک کی ہو حمد کب | جلوہ گر ہی جس سی موجودات سب
قدرت حق یہہ ہی جس سی دو جہان | ہو گئی دو حرف سی کن کی عیان
حکم کاف و نون کی ہوتی ہی ہوا | کن سی یہہ کونین کا نقش یا
ہی منزہ وہ تو از کون و مکان | اوسکی پر اوصاف قدرت ہین عیان
یا الٰہی تو ہی بیچون و چگون | راہ اپنی کا میرا ہو رہنمون
ہی تو ہی پروردگار دو جہان | ہی تو ہی پیدا کنندہ انس و جان
خوان الوان عام ہی سب پر تیرا | شکر احسان پر کرون تیری سدا
ہمسی طاعت کب تیری آدمی بجا | ہان مگر ہو لطف تجھہ میسر تیرا
تجھکو جو لایق ہی طاعت ای خدا | ہووی شاید جب کسی سی کچھہ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سی ہی امداد آ | گر تو اب کام و زبان شیرین کرا
نام پاک اونکا ہی احمد مجتبی | ہین وہ مقبول جناب کبریا

کس سی ہو وی نعت ختم المرسلین — جز بذات پاک رب العالمین
ذات احمد ہی وہ بحر بیکران — جسکا ایک قطرہ ہی یہہ دونو جہان
ذات پاک احمدی وہ شمس الضحے — جسکے یہہ ذرہ ہین ساری اولیا
ہی سزاوار اوسکو تاج سروری — زیب اوسی ہی خلعت پیغمبری
سرور عالم محمد شاہ دین — پیشوائی اولین و آخرین
حکم اونکا ہی اجہان مین سر بسر — وہ یہان آئی ہین سب سی بیشتر
ذات پاک اونکی نہ پیدا ہوتی گر — ہوتی کب ارض و سما جن و بشر
اوسپہ پڑہ امداد تو لاکہون صلوۃ — تجہکو ہو جسکی شفاعت سی نجات
آل اور اصحاب جتنی ہین تمام — پڑہ تو اونپر سو درود اور سو سلام

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب صلعم رضی اللہ عنہم

شہسواران جہان مردان دین — چار یار مصطفے اہل یقین
اولا بوبکر صدیق اہل دین — دوسری عادل عمر والا یقین
تیسری عثمان با حلم و حیا — چوتہی ہین حضرت علی شیر خدا
اور سب اصحاب اوسکی ذی علوم — ہین ہدایت کی فلک پر وی نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا — ہی انہی چارون سی دین کو ارتقا
انسی راضی ہی خدا ہی دوسرا — اور خوش ہین انسی حضرت مصطفا
تو ہی جان و دل سی ہی امداد اب — رہ فدا ان پر سدا ہر روز و شب
جو کوئی بد اعتقاد انسی ہوا — ہی وہ مردود جناب کبریا

اس داستان مین تبرکا بیان حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشایخ والاولیا حضرت مولانا و اولانا قطب میان دوآب نور الاسلام حضرت خداوندم میان جیو نور محمد جہنجہانوی لوہاروی نور اللہ مرقدہ و روح اللہ روحہ الغرض قدس اللہ سرہ العزیز

نام سی مرشد کی اسے امداد آ — دی زبان دل کو اب کچہہ ذائقا
سرور عالم شہ دنیا و دین — عاشق و معشوق رب العالمین

ماہی دریاے توحید خدا
واقف اسرار حق دانای راز
شاہ دین سرخیل جملہ اولیا
پیشوائی شاہ شاہان جہان
رہنمائی زبدۂ ارباب علم
حامی دین متین خیر الامم
اختر چرخ ہدا ماہ عطا
قبلۂ ارباب و اصحاب یقین
یعنی پیر اور مرشد اور مولا مرے
حضرت نور محمد اولیا
ہین وہ بیشک مظہر انوار حق
دیکھ ٹک جلوہ ذرا اوس نور کا
ساری عالم پر ہی اوسکا پرتوا
جسکی سر پر خاص سایہ اوسکا ہو
خاص جلوہ کی چمک جسپر پڑے
چشم رحمت سی نظر جسپر کرے
پرتوہ اوس نور کا جسپر پڑا
پرتو ونکا اوسکی کیا ہووی بیان
آگی اونکی فروغ کی ذرہ مثال
کیونکہ ہین یہہ سب کی سب خورشید جان
اسمین اوسمین فرق ہی بس بیشمار
روشنی سی اسکی ہو دنیا کا کار
دیکھتا ہی چشم دل کی کھول کر
چاہیی تجھکو اگر وصل خدا

مظہر حق مصدر سر خفا
بی نیاز عالم سی حقیقی بانیاز
تاج بخش اصفیاء و اتقیا
مقتدای جان جانان جہان
رہبر ہر قدوۂ اصحاب علم
دافع بدعات و کین کفر و ظلم
بحر علم معرفت نجم الہدا
کعبۂ عباد و زہاد اہل دین
حضرت نور محمد نیک پے
پیر و مرشد ہین میری اور رہنما
سر سی پا تک مصدر انوار حق
جس سی ہی پر نور یہہ دونو سرا
کونسی جا وہ نہین جلوہ نما
ملک غیبی کا ہوا سلطان وہ
چرخ غیبی کا ہوا ماہ جلیلی
قطرہ سی دریا ہوا وہ پل مارتی
ہوگیا ذرہ سی خورشید ضیا
ہی ہر ایک اونمین سی خورشید جہان
ہی یہہ خورشید فلک بی قیل و قال
اور یہہ ہی آفتاب آسمان
اوس سی حاصل کار غیر اونسی یہ
تو سی اونکی ہو حاصل ہر دو یار
ہر جگہہ نور محمد جلوہ گر
سایۂ نور محمد ہین تو آ

عکس ہے اوس نور کی تا اسی پیر
الغرض جو راہ حق مطلوب ہی
گرچہ یہانسی کرگئی ہین انتقال
بلکہ سو چند اوس سی ہی نور وضیا
اتو بیشک وہ سراسر نور ہے
سال تاریخ تولد اور وفات
جب ہوا پیدا وہ نور معرفت
ہجرت نبوی کا اسی فرخندہ فال
بارہ سو اونسٹھہ مین کرگی انتقال
جسکو ہووی شوق دیدار خدا
مولد و مرقد شریف اونکا پہر
ہی تجہکو کوری سی نظر
شہر جہنجانہ ہی ایک جائی ہدا
مولد پاک آپکا ہی اور مزار
متصل اوس شہر کی ہی انکا نام
سید محمود ہی نام شریف
پاس اوس مرقد کی قبر شیخ ہی
اوس جگہہ ہی مرقد پاک جناب
اعتقاد دل سی جو جاوی وہان
دیکہتی ہی اوسکی تجہکو ہی یقین
کرتی ہی زیارت مزار پاک کی
کیون پہری ہی جابجا تو بارہا
جو نہو قدرت تجہی اوس
عزم ہمت اوبنا خدا اور مرید

روی جانان پر پڑی تیری نظر
جا قدم لے دوڑ میری پیر کی
فیض باطن ہے ولی اونکا بحال
کیونکہ پردہ جسم کا بہی اوٹہہ گیا
نور ہی سایہ سی بالکل دور ہے
اونکی دو نو تجہی سن ای نیک ذات
شانی دوران ادہم کی صفت
بارہ سو پر تہا زیادہ ایک سال
اس جہان سی جا ملی با ذوالجلال
اوسکی مرقد کی کری زیارت وہ جا
خلق مین روشن ہی جیون شمس وقمر
پوچہہ لی مجہسی تو اب ای بیخبر
مسکن باوا ہی اوسجا آپکا
اوس جگہہ تو جان لی ای ہوشیار
ہی عجب دلچسپ درگاہ امام
ہی مکان بس عجیب و بس لطیف
ہی زیارتگاہ میری پیر کی
سر جہکاتی ہین جہان سب شیخ وشاب
اوسپہ سب اسرار باطن ہون عیان
اوسکو ہو دیدار رب العالمین
ہو وین ظاہر اوسپہ اسرار خفی
سایۂ نور محمد مین تو آ
اوسکی خلفا کی تو ہا دامن سی لگ
پا ہی اونکی کب تو ای سعد

ہین مرید اور طالب اونکی بی شمار
لیک اونکا مرتبہ دیکھی ہی وو
اونکا رتبہ کب تجھی آوی نظر
الغرض گر تجھکو اب منظور ہے
طالب صادق ہی جو تو بی میان
راہ حق تجھکو اگر مطلوب ہی
ہین خلیفہ آپکی چند ایک وہان
فیض اونکا عام ہی ایک خلق پر
صحبت اونکی جان پارس ہی فتا
ہی نگہہ مین اسقدر اونکی اثر
دیکھتی ہی اونکی دم مین ہی اخے
اسطرحکی چھوڑکر مردان مرد
ہین خلیفہ اونکی گرچہ بیشمار
اونمین سی دو شخص ہین اہل ہدا
نیر برج کرم ماہ عطا
صاحب ارشاد تلقین و ہدا
عالم و زاہد ولی اہل مقام
یعنی ہین حافظ محمد ضامن اب
دوسری ہی شیخ محمد مولوے
بحر ہی مواج دونو علم کا
وصف اونکا ہوسکی کس سی ادا
مجمع البحرین ہین عرفان کے
دیکھنی کو حق کی یہہ آنکھین ہین وو
دیکھنی کو مصحف رخسار جان

جنکی برکت ہی جہان مین آشکار
چشم بینا دل مصفا جنکی ہو
ہو رہی تو تو بالکل بی بصر
دون پتا اونمین سی کچھ حضونکا تجھی
دون تبا خلاصہ کا مین اونکی نشان
قصبہ تہانہ بہون کا راہ لی
نور سی جنکی ہی روشن سب جہان
چھوڑ گہر اور جلد لی جا اونکا در
جنکی ملنی سی ہو مس خالص طلا
سنگریزہ جس سی ہون رشک قمر
سو برس کا بت پرست ہو وہ ولی
چھانتا پہرتا ہی کیون عالم مین گرد
لیکہ اونمین سی ہین دو عالی وقار
ماہ برج معرفت شمس الضحی
گوہر درج نعم بحر سخا
عاشق حق نایب خیر الورا
متقی و پارسا و نیکنام
فیض کی طالب ہین جنسی خلق سب
علم و زہد اونکا ہی عالم پر جلی
ظاہری و باطنی باابتدا
بحر عرفان کی ہین دونو آشنا
جنسی باغ دو جہان سرسبز ہی
بی حجاب ہو دیکھہ انسی یار کو
چشمۂ عینک ہین دونو انکی کن

یہ

ملک غیبی کی ہین وہ شمس و قمر
نور سی دیکھہ اونکی رہی پیمبر

شمع دو ہاتھون مین جو دی ہین تیری
راہ سیدہی انسی اتو دیکھہ لی

اسپہ بھی پہر تو اگر اندھا رہے
قعر گمراہی مین جا بیشک پڑے

مناجات بجناب باریتعالی

اپنی برکت سی مجھی بھی یا خدا
اپنی کوچہ کا ذرا رستا بتا

ساتھہ کا میری ہر ایک واصل ہوا
کوی فرقت مین رہا مین ہی پڑا

مین بھی تو اوس نور کا سایہ ہون او خدا
دور مجھکو ڈال کر مت کر تباہ

گرچہ نالایق ہون بدکار اور برا
کفش بردار ہون مگر اوس نور کا

نیک ہون یا بد برا ہون یا بھلا
تیرا کہلا کی کہان جاؤن خدا

مت اوٹھا ذلت سی اس در سی کہین
دوسرا در مجھکو اب ملتا نہین

اپنی رحمت سی بلایا دور کر
پر نہ چھوڑونگا کبھی مین تیرا در

مجھسی ہین بندہ تیری بی انتہا
پر نہ مجھکو تجھہ سوا ہی دوسرا

دیکے عزت پہر مجھی مت کر تو خوار
اور نکر ذلت گنہہ سی شرمسار

مت مسلط مجھپہ کر شیطان و نفس
ہاتھہ سی تیری ہو جو ہوا ور بس

مجھسی ہی شرمندگی بس ہے مجھی
پر نکر شرمندہ آگی اور کے

شامت اعمال سی اپنی اگر
ایک مدت تک رہا مین دور تر

ہوکی قایل اپنی تقصیرات سی
اب جو آیا ہون تو مجھکو تجہدی

کیا کرون مین عذر تقصیرات کا
تیری آگی عجز و زاری کی سوا

آہ و زاری سی اوٹھا دست دعا
مانگتا ہون تجھہ سی تجھکو ای خدا

تجھکو ہی تجھسی طلب کرتا ہون مین
اور کی خواہش نداب کرتا ہون مین

نہ گدائی تاجدارے چاہیئے
پر تیری کوچہ کی خوارے چاہیئے

کر مجھی یون اب ہی الفت سی مست
جس سی ہو وین سب خیال غیر پست

دی مجھی اب ہوش یا رب اس قدر
تجھہ دیوانہ رہون آٹھون پہر

ذکر ہو وی تو ترا ہو وی سدا
فکر ہو وی تو ترا ہو وی سدا

غیر تیری جو ہو دل سی دور ہو
فکر باطل دل سی میری دور کر
دی تڑپ ایسی تو اپنی عشق کے
شغل ہووی درد غم کی جام سے
درد غم کر اسقدر یارب عطا
سینہ بریان چشم گریان جان بلب
کر عنایت بیخودی اب مجھکو تو
درد الفت دی وہ اب دلکو میرے
خاک راہ دردمندان کر مجھی
دی وہ گریہ کو میری شور ای غفور
تاکہ کر دون غرق اوسمین غیر کو
کر عطا ایسی طپش دلکو میرے
داغ دل سی کر مجھی باغ و بہار
خانہ دلکو میری ویران کر
زنگ غیر آئینہ دلسی دور کر
دام الفت مین پہسا کر جلدتر
جام وحدت سی مجھی یون مست کر
دوست سی کر ہیر میرا یون لحم لو
دی رہائی مجھکو یارب آپ سی
گر جگہ دلبر کی یون دلمین میری
ہر رگ و پی مین سماوی مثل جان
ما و من کا مرض دل سی دور ہو

تیری الفت سی یہہ دل معمور کر
مظہر انوار سی پرنور کر
ایکدم آرام نہ پاؤن کبھی
ایکدم بیٹھون نہ مین آرام سے
جوکہ دیکھی مجھکو دی آنسو بہا
عشق مین پہچون سدا رنج و تعب
آپکو کھو کر کے پاؤن آپ کو
درد میری کو دوا ہو درد
جان بریان دیدہ حیران کر مجھی
جس سی ہو جا چشم طوفان کا
ماسوا دلبر کی جو کچھہ ہو سو ہو
ماسوا جانان کی سبکو پہونک دے
تاکہ آوی سیر کو وہ گلعذار
گنج الفت اسمین بہر دے سربسر
تاکہ دیکھون اسمین روی سیمبر
دو جہان کے قید سی آزاد کر
حرف غیرت کا ہو دلسی بدر
پوست سی باہر نہ نکلا غیر دوست
آپکو اپنی مین پاؤن ہی سبھی
غیر کی اوسمین نہ گنجایش رہی
دور ہو حرف دوئی از درمیان
تو ہی تو باقی رہی تن نور ہو

اسمین بیان ہی لطف او احسان کا حضرت مولانا [illegible]

قطعہ بیان جو آپ نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی میانجی نور محمد قدس اللہ اسرارہ کا کرم اوپر مجھہ ناکارہ بیچارہ مدبر راہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفی اللہ عنہ کو ہوا ہے

جلوۂ نور محمد نے اب آ
دو جہان سے مجھکو فارغ کر دیا
خود دکھا برق تجلی کا جلال
خرمن تن مین میرے وہی آگ ڈال
دیکھہ کر اوس شعلۂ رخ کی بہار
ہر بن مو سے میری نکلی شرار
اون شراروں کو اجازت دون اگر
خاک کر دین ما سوا کی پھونک کر
دیکھتے ہی لالۂ رخ کی پھبن
داغ دل سے ہو گیا باغ و چمن
پھنس گیا جو اوسکی دام زلف مین
دونو عالم سے ہوا آزاد مین
تھی شب معراج کی وہ زلف تھی
جو تجلی پا گئی اوسمین نور کے
بحر عرفان لطف سے اوس نور کی
موج زن امداد کے سینہ مین ہے
ایک چشمہ ہی جو اوس سے کھولدون
غرق اوسمین دونو عالم کو کرون
ایک حباب اوس بحر کا ہی یہہ سما
ایک ذرہ ہی یہہ خور اوس نور کا
گر دکھاؤن اوسکا دُر شاہوار
دو جہان کو اوسپہ کر ڈالون نثار
جو دکھا دون اوس تجلی کی چمک
پھونک دے ماہی سے لیکر ماہ تک
یہہ رہے نہ وہ رہے نہ مین نہ تو
نہ تجلی نہ چمک جز ذات ہو
بل نہ حرف ہو رہے پھر جان تو
ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
اسجگہہ خاموش رہنا چاہیے
سر باطن مت زبان پر لائیے
رکھہ قدم امداد اسجا تہام تہام
غور فہم عام پر کرو السلام
لطف احسان اوسکا لکھہ سکتا ہی کب
سر قلم کانی قلم اسجا ہی اب
دیکھہ یہان مت مار دم امداد اب
بندہ ہو کر حق سے کر حق کو طلب

ذوق شوق محبت الٰہی کے بیان مین

ای خدای مالک ہر دو سرا
درد فرقت سے میرا دل ہی بھرا
تیری دوری سے بیتاب ہون
رنگ پر خون ماہی بی آب سون
بیقرارے ہی بہت [illegible]
ڈھونڈتے تجھکو کہان جاؤن بتا

تو ہی بتلا آپ اپنی مجھکو راہ
جس سی پہنچون تجھ تلک ای دستگاہ

بن بلائی تیری ای شاہ جہان
تجھ تلک مین پہنچ سکتا ہون کہان

واسطے اپنی ذرا صورت دکہا
تاکہ جی قید دوئی سی چھوٹ جا

اس دوئی نی کر دیا دور اسقدر
آپ کی ہستی مین نہین رکھتا خبر

بحر وحدت سی مجھی لاکر یہان
ڈالیون کثرت مین ای جان جہان

دور کر کی مجھسی کثرت کی حجاب
جلوہ وحدت دکہا مجھکو شتاب

تاکہ قید ما و من سی چھوٹ کر
اصل سی اپنی کہین پاون خبر

پھیر اپنا اوسکو کر کے راہ پر
تجھ تلک پہنچون کہین ای باخبر

وہ ہی تو اکوقت تنہا ای کبریا
جز وجود پاک کی کوئی نہ تہا

بحر وحدت مین یہہ جان تہی غوطہ زن
کچھ دوئی کا تہا نہ وہان رنج و محن

ملک مین ہستی کی ای امداد آ
گم کیا ہی آپ کو تو نے بہلا

قید ہستی مین پہنسا تو اسقدر
اصل کی اپنی نہین تجھکو خبر

عہد و پیمان جو کئی تہی تو نی وہان
کچھ بہی اونسی یاد رکہتا ہی میان

عہد و پیمان توڑ کر ای بیوفا
[illegible] سو گیا

جسکی سد اکنا تہا تجھکو یار
وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار

یہہ بیان ہی مضمون کتابان مجھکو امی کا کہ نصف [illegible]

سن تو ای شکستہ پیمان قدیم
اور ای گم کردہ راہ مستقیم

کوشش جان سی سن تو بلبل سی ذرا
یار کی باتون سی یہہ کہتی ہی کیا

ہی یہہ بلبل یار کی گلزار سے
پوچھ باتین اوس سی [illegible]

آفرین ای بلبل بستان جان
کہہ میرے دلدار کے تو داستان

آفرین ای بلبل دستان سے
آفرین ای قاصد بستان سے

قاصد اجلہ سے خبر مجھکو سنا
کہتا ہی حق مین میری کیا دلربا

مجھسی راضی ہی وہ دلبر بتا
اور راضی ہی سے کچھ سوتی وفا

یا ہمیشہ ہجر سے مسرور ہے
سچ بتا جو کچھ اوسے منظور ہی

آفرین ای بلبل فرخ فال من
آفرین ای بلبل خوشخوان تجھی
ہمین نوا ہین کیا تیری آتش بھری
سوز دلسی میری با آہ و فغان
آفرین ای ہدہد شہر صبا
آفرین ای طوطی شکر شکن
کہہ تو پھر مجھسی ذرا حال صنم
تجھ کی یارون کی پھر دی کچھ خبر
پھر سنا پھر خدا ای نامہ بر
ہی دل و جان دونو غم مین مبتلا
مسکن و ماوا سی پھر میری فدا
پھیر کہہ کچھ یار بی پرواہ سے
کیون خفا مجھسی ہوا وہ بی سبب
کہہ ذرا پھر خدا اک حرف تو
جس سی ہو تسکین کچھ دلکو میرے
ایکدن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم
ایکدن وہ تھا کہ ہسی دلربا
خوش وہ دوران تھا کہ گاہی از کرم
خوش زمانہ تھا کہ اوس بحر اغمین
پھرتا تھا صحرا بصحرا کو بکو
آخرش اکشب بصد رنج و الم
سر بزانو غمسی اوسکی بیٹھہ کر
جان لبون پر حسرت گفتار سے
وہ قیامت قامت ہجران شکن

آفرین ای مایہ اقبال من
ماسوا سی کردیا فارغ مجھی
آگ جس سی یون میری تن مین لگے
ہر بن مو سی نکلتا ہی دھوان
آفرین ای قاصد ان دلربا
تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن
لیگیا تحقیق دلسی رنج و غم
تاکہ ہو وین مت نہ حیلوار در
زمزم حیف و مناقبی کچھ خبر
تاکہ جھوتین سنکی حال دلربا
دی خبر پھر خدا پھر خدا
کسلئی مجھہ سی وہ اب ناراض ہے
عہد و پیمان توڑی کیون اکلخت سب
از زبان آن نگار تند خو
وہ بیان کر مجھسی ہون قربان تیرے
مثل بوی گل تھی آپسمین ہم
گاہ خوش ہوتا تھا اور گاہی خفا
یار کی راہ وفا مین تھی قدم
مجھہ پہ جو گذرا اوس آوان مین
اپنی اوس دلبر کے کرتا جستجو
مین اکرون تھا گوشہ مین یاد صنم
کھینچتا تھا دلسی آہ پر شرر
دل بھرا تو میدسے دیدار سے
آفت دوران و بلای مرد و زن

فتنۂ ایام آشوب زمان
خانہ سوز صد چو من بے خانمان

دیکھتا کیا ہون کہ وہ ماہ منیر
خود بخود ہوتا ہی پنہان رونق پذیر

ناگہان در سی میرے وو بی حجاب
لب گزان ڈالی ہوئی رخ سی نقاب

زلف مشکین دوش پر ڈالی ہوئی
اور نگہ سی کار عالم کا کیے

بے محابا پاس میری آن کر
پوچھنی مجھسی لگا وہ باخبر

یہہ کہ ای شیدا دل محزون میری
دی بلاکش عاشق مفتون میرے

آتش فرقت مین تیری دنگا حال
کیا ہی کچھہ تو مونہہ سی تو اپنی نکال

مین کہا اوس سی قسم اللہ کے
جان کچھہ مجھہ مین نہ اب طاقت رہے

بیٹھہ کر اکدم سر بالین پر
اور یہہ کیا بی ساختہ وہ باخبر

ساتھہ اپنی لیگیا وہ خود پرست
عقل و دین میرا وہ سارا ایک لخت

مینی یہہ اوس سی کہا ای خوش ادا
پھیر دیکھونگا مین کب تجھکو بتا

یہہ لگا کہنی مجھی دیکھی گا تو
خواب مین اپنی پر آدہی رات کو

یہہ داستان بیچ بیان تالیف اور ندامت کی اور صرف کرنی عمر کی بیچ اوس چیز کی کہ نفع نہ دی قیامت کو اور بیچ معنون اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ سور المومنین شفاء یعنی جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذرے ساری قیل و قال مین
ہنس رہی غفلت سی اس جنجال مین

ای ندیم اب بہر حق اوٹھہ تو سہی
کچھہ نہین طاقت ہی اب مجکو رہے

ای ندیم اب کفش پا سی دور کر
پھر ہو سی ہی وہ آتش جلوہ گر

دی مجھی اب وہ شراب شعلہ زن
جس سی جلکر خاک ہو تن اور بدن

اور پلا جلدے سی وہ مجکو شراب
غیر حق ہو جس سی جلکر سب کباب

وہ شراب اب مجھکو دی تو ای لبیب
راہ پر ہو جو کہ در راہ حبیب

دے شراب ایسی مجھی اب جلد تر
مست ہو تا جس سی جسکی اسقدر

جس طرف دیکھون اوٹھا کر کے نظر
کچھہ نہ آوی غیر دلبر کے نظر

بولا مجھکو تو اب پہر خدا
تا کہ فارغ ہو تن قیدہا سوا

اوداز ورشتہ کرستا خدا بتلاتا ہی یا روح

اور می خمر المجاز سی لاؤ تم
اوٹھہ توجہ کر ذرا بہر خدا
خوف مت کر اتو ای صاحب شعور
تنگ ہی افسوس وقت عمر اب
آہ صد افسوس یہہ عمر عزیز
رسم غم اوٹھہ دور کر مجہسی اخی
علم رسمی سارا قیل وقال ہی
دلکو کرتا ہی یہہ مردہ سی بتر
طبع کو افسردگی بدبختی مدام
علم کان بر تن زنی مار بود
خرچ تو نی علم گر تن پر کیا
علم سی کرکے صفائی دلکی یار
علم حق ہی جان علم عاشقی
عاشقی کا علم حق ہی اور درست
جسکی دلمین ہو نہ الفت یار کے
ہو نہ جس دلمین محبت کا اثر
جسکی دلمین ہو نہ مہر گلرخان
راز باطن اس سی کب تجہپر ہو باز
علم رسمی گو تو کیسا ہی پڑہے
جو کوئی قربان نہووی یار پر
جو نہووی مبتلائی ماہرو
جس کسیکی ہو نہ دلمین مہر یار
الغرض اس علم رسمی مین اخی
کم سی ترے کوئی توجہ اگر

چہوڑ پیالون کو لگا دو مونہہ سی خم
کرتا ہی تنبیہ اوسکی دل میرا
کیونکہ ہی اللہ تواب غفور
حیف ہے صد حیف کہوئی عمر سب
کہوئی اپنی ہاتہہ سی ہو بی تمیز
عمر علم رسم مین گذری میرے
ہوس نکلی کچہہ حاصل نہ خط اور خال ہے
کچہہ نہین حاصل ہی اس سی جز خطر
مولوی باور نکہی یہہ کلام
علم کان بر دل زنی یار بود
ہوگیا حقمین وہ تیری اژدہا
ہے وہی بہر تیرا یار اور غمگسار
مابقی ہی بکر ابلیس شقی
اور سوا اسکی ہی جاری علم ست
ہی بلا شک وہ تو قابل نارکے
ہی خدا کی مار اوسپر بیشتر
کہنہ انسان ہے وہ پر از استخوان
گو تیری شاگرد ہون سو فخر راز
راز باطن اس سی کب تجہپر کہلے
اوسکا لائق ہی جدا ہو تن سی سر
نام اوسکا لوح انسانی سی دہو
اوسپہ لائق ہی کہ ہو بالا نکا بار
کہو چکا تو عمر اپنی کام سے
ساتہہ دن باقی مرو اسم شک نگر

سن تو اس نکتہ مین ای مرد خدا
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم
یہہ علوم اور یہہ خیالات صور
جو ہو دل خالی ز عشق دلبران
دلکو علم عشق سی خالی اگر
سنگ استنجار شیطان ہی وہ دل
حیف ہی رکہتا ہی جو تو ای ذغل
لوح دلسی فضلۂ شیطان دہو
چند خوانی حکمت یونانیان
پڑہ چکا تو حکمت یونانیان
علم معقولات بی بنیاد سے
بحث نحو و صرف مین کی عمر صرف
دلکو روشن کر با نوار علے
فخر رازے اور ارسطو بو علے
انکو جو پڑہتا ہی تو ای زشت خو
سرور عالم شہ ہر دو سرا
سور رسطالیس سور بو علے
مومنون کے جہوٹے مین ہی شفا
کہا لیا ہی زہر اگر تو نی ذرا
سینہ اپنا جا کی تو صد چاک کر
کب تلک افسوس رازے مستیار
کب تلک بیہودگے سی گفتگو
کب تلک اس فکر باطل مین بہلا
فکر کر اوسکا جو تیرا یار ہو

اب پڑہیگا علم تبلا کونسا
ہندسہ یا رمل یا اعداد شوم
فضلۂ شیطان ہی یہہ سنگ پر
سنگ استنجار شیطان اوسکو جان
رکہتا ہی ای بی حیا تک غور کر
دل نہین پر ہے سر رشتہ آب و گل
سنگ استنجار دیوانید بغل
ای مدرس درس عشق ہم بگو
حکمت ایمانیان را ہم بخوان
حکمت ایمانیون کو ہی تو جان
مغز کو خالے کریگا تا بکے
اب تو فصل عشق سی پڑہ ایکدو حرف
کیون بنا ہی کانسہ لیس بو علے
ہین یہہ باطل اور انکی علم ہیچ ہے
خوک اور کتون کا جہوٹا کہا ہی تو
کہتا ہی مومن کی جہوٹی کو شفا
کب شفا حضرت نی فرمایا اخی
کافرون کا جہوٹا ہے زہر اور بلا
جا کی کہا تریاق تا ہو وی شفا
دل کو اس آلودگی سی پاک کر
شرع حق اور نبی سی اب تو یار
پہیر تو کریگا اب تبا ای زشت خو
تو ہیگا مبتلا ای بی حیا
درد و غم کا تیری چارہ کار ہو

سن ترف وی سی وہ کل مرد عز
گوش جان سی سن ذرا ای نیکخو
تہا عرب مین ایک مرد خوش ادا
ایکدن فرحت سی وہ بی رنج و غم
اور کہتا تہا یہہ خوش الحان سی
ہو وہی تم قوم ای مردان کار
کچہ کیا حاصل نہ تمنی زینہار
جو کہ کرنا تہا کیا تمنی نہ کام
چہ چی و بق بق مین یہہ عمر عزیز
پر کبہی تمنی نہ ذکر اوسکا کیا
ذکر مین اور فکر مین غیرونکی آہ
چہوڑ کر کے تمنی کوچہ یار کا
ہی تمہارا فکر در غیر الحبیب
لوح دلسی دہو او سنی ای نیکذات
ساقیا لیجہ از جام قدم
تا کرے سے شق پردہ پندار کو

کہتا تہا کیا خوب از روی طرب
قول ایک مرد عرب کا مجہسی تو
عشق سی رکہتا تہا وہ کچہ ذایقا
دایرا اور نی بجاتا تہا بہم
یعنی اسمضمون کو دل جان سی
مدرسہ مین رہ کی لیون لیل و نہار
جز خیال اور وسوسہ ای نابکار
عمر یا تونین کرے ناحق تمام
تمنی کہوئی رایگان ای بی تمیز
جسنی یہہ تمکو دیا ذہن و ذکا
جان اور تن کو کیا ناحق تباہ
لی لیا ہی آہ رستا نار کا
کچہ نہین عقبی مین اب تمکو نصیب
علم جو دیوی نہ عقبی مین نجات
دی تواب امداد کو بہر کرم
یار کی آنکہونسی دیکہی یار کو

یہہ داستان بیچ قطع علایق اور گوشہ نشین ہونی خلایق سے

جسکو دی توفیق رب العالمین
تجہکو خلوت مین ہی عزت ای فتا
جو ملی گوشہ سی عزت سر بلا
دامن عزلت سی پا مت کر جدا
گوشہ خلوت مین تو تنہا اگر
جہہ تو دیو نفس سی پاوی امان
جسطرح پریان جو رہتی ہین چہپے

ہو وہ فیل قال سی عزلت گزین
اختلاط خلق سی ہوئی ہی کیا
خلق کی ملنی سی پہر حاصل ہی کیا
کیون پہری ہی چون گدایان دربدر
پہر قدم ہرگز کبہی باہر نہ دہر
جا پری کی طرح سی ہوجا نہان
دیو کی ہاتہون سی رہتی ہین سکے

اسطرح جب دور ہو تو خلق سی ۔ نفس اور شیطان کے ہاتہوں سی بچی
کب حقیقت سی کہلیگا تجھپہ در ۔ تو مجاز سی نگذریگا اگر
ہووے کب حاصل تجھی راہ خدا ۔ جب تلک چہوڑی نہ دنیا کا مزا
جو تو چاہی عزت دنیا و دین ۔ خلوت از مردم دنیا گزین
جسنی پایا کچھہ بہی خلوت کا مزا ۔ ہو گیا وہ دو جہان کا پیشوا
جو ہوئی پوشیدہ سب سی لیل قدر ۔ ہو گئی وہ رشک صد خورشید و بدر
جیب رہتی ہی جو شب قدر ای فنا ۔ اسلیئی مقبول ہی پیش خدا
ہی نہان جو اسم اعظم اس لیی ۔ سارے ناموں کا وہی سردار ہی
ہو تو گر عالم سی پنہان ای ولی ۔ لیل قدر اور اسم اعظم ہی تو ہی
بیتہہ جا گوشہ مین ای فرزانہ مرد ۔ اور جمع ماسوا اللہ سی ہوا فرد
گنج مقصد ہی یہہ خلوت ای اخی ۔ لیک علم اور زہد ہووین جمع گر
علم بن مت بیتہہ گوشہ مین فنا ۔ اسمین ذلت ہی تجہی بی انتہا
اور برا ہی علم بی زہد سے ۔ تو سمجھہ اسکو ذرا ای نیک پے
اسپہ یاد آیا مجہی قصہ لطیف ۔ غور سی سن اسکو ای مرد شریف

حکایت ایک عابد جاہل کے کہ غار مین رہتا تہا اور جوان دنیادار کے

تہا کسی جا ایک مرد خوشخصال ۔ عالم و فاضل ولی صاحب کمال
عابد و زاہد سخی اہل کرم ۔ متقی و پارسا و محتشم
رکہتا تہا گہر مین وہ اپنی ایک پسر ۔ صورت ظاہر مین مانند قمر
گرچہ ظاہر مین تہا از بس خوبرو ۔ لیک باطن مین تہا بد اور زشت خو
ناخلف تہا حد سی زیادہ وہ پسر ۔ رنج تہا اسبات سی اوس شیخ پر
الفت بدون سی پہرا ای نیک پی ۔ علم کی تعلیم کرتا تہا اوسے
اپنی کم بختی سی لیکن وہ پسر ۔ بہاگتا تہا پڑہنی سی ادہر ادہر
کرتا تہا صحبت بدون کی اختیار ۔ نیک باتون سی اوسی آتی تہی عار
کہتا تہا جو بات کو اوسکا پدر ۔ کرتا تہا برعکس اوسکی وہ پسر

آخرش

آخرش اکروز تنگ ہوکر کہا
جو کہ تجھکو پڑہنا اور لکہنا نہین
مین نہین دیکہا ہی تجہسا ناخلف
ایسی نالایق سی کیا امید ہے
دور ہو گہر سی نکل ای بیحیا
بیحیائی سی یہہ بولا وہ پسر
عرض کی اوسنی کہ حضرت خوب ہی
ایک گہوڑا خوب سا لیدیجیے
تاکہ جتنک مین کہین نوکر نہون
سنکے اوسکی باپ نی پہر جلد تر
ایک گہوڑا جو کہا تہا لی دیا
اور کپڑون کی کئی جوڑی بنا
جا ترا حافظ خدا ای بدگہر
ہو کے رخصت باپ سی راہی ہوا
شہر شہر و دربدر پہرنی لگا
رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجوان
کہتی ہین اوس شہر مین تہا ایک امیر
اوس امیر نیک کی ای خوش ادا
دی تہا عرضی نوکری اوسکی جو
غرض اسنی کی جو مین جا کر کہا
ایکمدت تک سوارونین رہا
پہر جو کے قسمت نی اوسکی یاوری
چند عرصہ مین ہوا وہ نوجوان
عیش اور عشرت مین وہ رہنی لگا

باپ نی اوسکی کہ سن ای بیحیا
دور ہو جا پاس سی میری کہین
گاو خر بہی تجہہ سی رکہتی ہین شرف
دین دنیا مین نہ کام آوی میرے
نوکری کر جا کہین اور کہا کما
ہی جو خوشی میری نہی یون ہی ای پدر
جلد مجہکو آج رخصت کیجیے
اور خرچ راہ کچہہ دیدیجیے
قوت تیری اوس سی ہین اپنی کرون
کردیا تیار اسباب سفر
اور خرچ راہ بہی کچہہ دیدیا
ساتہہ اوسکی کردئی اور یون کہا
پہر قدم ہرگز نہ تو رکہیو ادہر
پہر نہ مونہہ اوسطرف کو اوسنی کیا
نوکری کی جستجو کرنی لگا
ایک شہر کے بیچ پہنچا ناگہان
صاحب حشمت امیر بی نظیر
نوکر ایکا تہا قلم جاری سدا
اوسکو نوکر اپنا کر لیتا تہا وہ
نام اسکا جہت سوارون مین لکہا
ہوتی ہوتی عہدہ پہر بڑہنی لگا
فوج سارا ایکا ہوا افسر ہے
صاحب حشمت امیر کامران
عیش و بی رنج نی بحنت سدا

ایکمدت تک رہی اُسی زینت پر
اوس پسر کے جھگڑے کی تیکن تمام
کے قضائی جو نظر نوع دگر
نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ
نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ
رہگیا جیسا کہ تہا پہلے وہ مرد
ہاتھ سے تقدیر کی وہ بینوا
پہرتا تہا صحرا الصحرا در بدر
پہرتی پہرتی الغرض با سوز و درد
دن کو تو اوس شہر مین پہرتا رہا
تا مسافر جانکر اوس شخص کو
الغرض کی رات مسجد مین بسر
صبح ہوتی ہی وہ مرد بینوا
سوچنے دلمین لگا اپنی جوان
تہا اسی حالت مین وہ مرد گدا
پہن کر پوشاک اور گہر سے نکل
اپنی اپنی گہر سے ہر ایک مرد و زن
اس جوان کی دلمین یہہ آیا خیال
ہو رہی ہی آج صحرا مین یہہ کیا
کہہ کی یہہ اور اوسکی وہ مرد خدا
عنقریب اوس شہر کے ایک وہ تہا
غار کے اندر ہی اندر رہ کے گدا
حق تعالے نے اوسکو قدرت سے مدام
اسلئی اوس غار سے باہر آچی

جب تلک چاہا خدا نے وہ پسر
عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام
دیکہی دم مین ہوگیا زیر و زبر
نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ
دم کی دم مین ہوگیا بالکل تباہ
مفلس و مسکین پہرا با سوز و درد
ٹہوکرین کہاتا پہرے تہا جابجا
فقر و فاقہ سے وفی خستہ جگر
ایک شہر کے بیچ جا نکلا وہ مرد
رات کو جا ایک مسجد مین پڑا
دیے کہلا کہانا کوئی مرد نکو
ہوگئی اتنی مین صبح جلوہ گر
باہر آ مسجد کے در پر ہو کہڑا
یا الٰہی اب تو جاؤن کہان
دیکہتا کیا ہی کہ ایک خلق خدا
جاتی ہی جنگل کو دوڑے بی خلل
جانب صحرا روان ہی بی محن
دیکہہ تو تونی ذرا چلکر کے حال
بیچا تا جو ہر ایک جا ہی جیسلا
ساتہہ اون لوگون کی آخر ہو لیا
اوسمین ایک درویش رہتا تہا سدا
رات دن کرتا عبادت کو ادا
بہیجتا تہا اوسکا پر طعام
وہ فقیر ہرگز نہ نکلی تہا کہیں

اسکے بعد ایک سال کے معمول تھا
تھا معین ایکدن ہر سال مین
کوہ کے چوٹے پر آکر بیٹھتا
خلق اوسکی دیکھنے کے واسطے
منزلون سے آتی تھی خلق خدا
تھا وہ دن عالم مین گویا روز عید
اور کچھہ خیرات بھی کرتی تھی وہان
الغرض اوسدن اوسی معمول سے
یہہ جوان بھی تھا وہان حیران کھڑا
اتنے مین ایک شور خلقت سے اوٹھا
دیکھہ کر درویش کو اوس کوہ پر
اور طلب کرتی تھی اوس درویش سے
اپنی اپنی مدعا کی واسطے
اور وہ درویش بھی باالتجا
الغرض اوسدن صبح سے تا بشام
شام کی ہوتی ہی وہ پیر ہدا
خلق ساری اپنی اپنی گھر گئے
سو چلی جسمین لگا اپنی جوان
آدمی ہر ایک اپنی گھر گیا
کر بسر جیون تون یہان اس رات کو
کہکی یہہ اور ہاتھہ رکھکر زیر سر
جب گئی تھوڑی سی رات اوسکی تئین
کیون پڑا تھا یہان ای پر خلل
کچھہ بھی عقل سے ای ہوشیار

غار سے باہر نکل کر بیٹھتا
بار ہر اوسدن آتا تھا ہر حال مین
آپکو دیکھلاتا سبکو دیکھتے
جمع ہوتی تھی تلے اوس کوہ کے
اوسکی زیارت کے لیے اوسدن سدا
وہان کا جانا سمجھتی تھا ہر ایک سعید
لائق اپنی ہر کہیو و ہر جوان ش
خلق جمع ہو رہی تھی بیشتر
دیکھتے ہوتا ہی کیا یہان ماجرا
آتی حضرت سامنی دیکھو ذرا
دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر
بس دعا خیر سب چھوٹی بڑی
لوگ اوس سے تھی دعا کرواتے
اونکی حق مین مانگتا حق سے دعا
تھا رہا اوس کوہ کی گرد ازدہام
اوٹھہ وہانسے غار کے اندر گیا
رہگیا وہان وہ جوان اچنبے
مین بھلا ایدل بتا جاؤن کہان
تو کریگا شہر مین جاکر کیا ش
صبح کو پھر دیکھیے جو ہو سو ہو
پڑ رہا جنگل مین تنہا خاک پر
دلمین اوسکی یہہ خیال آیا وہ مین
اوٹھہ کی اوس درویش کی خدمت مین جا
کر تو درویشون کی صحبت اختیار

بچہا

صحبت درویش سے مسرور رہ
حب درویشان کلید جنت است
دوست درویشوں کا ہووے جنتی
چل کے اوس درویش کی خدمت مین اب
واسطے دنیا کے کیوں اے بے خبر
کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے
آخرت کے کار سے غافل نہو
دلمین اپنے پختہ کر کے یہہ خیال
اعتقاد دل سے وہ اے نیک پے
دیکھکر درویش بولا اے جوان
عرض کے اسنے کہ اے پیر ہدا
اور مجھکو چاہتا ہے کچھہ نہین
یہہ کہا درویش نے اے نوجوان
میرے خدمت مین رہا کر تو سدا
بے کئے خدمت کوئی پاتا نہین
ہر کہ خدمت کرد وہ مخدوم شد
جسنے کی خدمت ہوا مخدوم وہ
جو بھی خدمت پسند آئی تیرے
جہل سے اپنی وہ درویش سے غبی
جہل سے بدتر نہین ہے کوئی شی
جہل سے ہو دلمین نخوت اور غرور
جہل تن مین ایک بلائی جان ہے
ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور
تو بھی ہی امداد گری سو ہشیار

اور ساری خلق سے بس دور رہ
دشمن ایشان سزائے لعنت است
دشمن اونکا ہے بلاشک دوزخی
سیکھہ کچھہ راہ خدا اے بے ادب
ٹھوکرین کھاتا پھرے ہے دربدر
آخر اکیدن یار مرجانا تجھے
دولت دنیا پہ تو مایل نہو
غار کی جانب چلا گھوڑے کی چال
جاکے قدموں پر پڑا درویش کے
کیا تیرا مطلب ہے کر مجھسے بیان
ہے مجھے مطلوب اب راہ خدا
راہ حق بتلائے میرے تئین
گر یہی منظور ہے تو رہ یہان
تا تیرا مقصود ہو لاوے خدا
خدمتی محروم سب جاتا نہین
ہر کہ خود را دیدہ و محروم شد
کی خودی جسنے رہا محروم وہ
ایکدم مین تجھکو کر دون گا ولے
آپ کو سمجھی تنہا عالم اور ولے
جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے
رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور
آدمی جاہل بھی کچھہ انسان ہے
جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور
صحبت جاہل نکر اختیار

تیر کے مانند تو جاہل سی بہاگ
ہی یہان جاہل سنی اکثر کام بد
جب تلک زندہ ہی جاہل خوار ہی
جہل سی اپنی گدائی آہ آہ
جہل کا اوسکی کرون مین گر بیان
الغرض پہر وہ جوان با صد خوشی
پاس اوس درویش کے رہنی لگا
جو کہ فرماتا تہا پیر اوسکی تئین
ایک مدت جب گئی اوسکو گذر
ایکدن درویش نی اوسکو اخے
ہر طرح کی گفتگو کرنی لگا
اس جوان نی خوش جو پایا پیر کو
ہو جو گستاخی میری [illegible]م معاف
یہہ کہا درویش نی ای نوجوان
عرض کے اسنی کہ یہہ جو آپکے
اسکو تم وقت وضو اور غسل کے
دوسرے یہہ ناک مین تہی جو ہے
دونو باتون کا مجہی دیجے جواب
یہہ کہا درویش نی ای یار غار
یہہ کیا تہا عہد مینی اوسگہڑے
مین کرونگا نفس کے برعکس کار
اس سبب سی رات دن مین برملا
ناک کی تہی کاس مجہسی سبب
یون کہا ایک روز مجہسے نفس نے

جاہلون کے ہو وہی صحبت مثل آگ
آخرت مین اوسکا ہوا انجام بد
عاقبت اوسکا ٹہکانا نار ہے
عمر کو ناحق کیا یارو تباہ
قہقہا ماری سر ایک پیر و جوان
ٹہر رہا خدمت مین اوس درویش کی
اوسکی کہنے پر عمل کرنی لگا
جان و دل سی جہٹ وہ کرتا تہا ہمین
پاس اوس درویش کے ای بہرور
سامنی اپنی بٹہایا با خوشی
اوس جوان سی وہ فقیر بینوا
عرض کی اوسنی کہ ای فرخندہ خو
عرض خدمت مین کرون مین صاف صاف
جو ترا دل چاہی کر مجہسی بیان
آنکہہ پر یہ موم کی ٹکیا لگے
دور کرتے یا نہین جو آنکہہ سے
اسکی رکہنی کا سبب بتلائیے
تا کہ ہو موقوف دلکا پیچ و تاب
جبکہ کی مینی فقیری اختیار
جب تلک باقی ہی میری جسم مین جی
گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار
برخلاف نفس کرتا ہون سدا
نفس نی اکبار کے خوشبو طلب
عطر مجموعہ کا مجہکو چاہئے

تبی بدلے عطر کی لی اوسنے پسر
تا کہ آدمی نفس قابو مین تمام
اوس نے تو دوسرا انجیہی یہہ اب
بند مینی آنکہہ کو یون کر لیا
کیونکہ دوسی دیکہتی ہین جسقدر
اسلیئی کافی ہے مجہکو ایک سے یہہ
بند کی ہی آنکہہ مینی اسقدر
اسقدر تکلیا چاہئی موم سے
سنکی یہہ باتین جوان نے یون کہا
عالم و فاضل ہی پر میرا پدر
غسل کرنی سی جنابت کی کبہی
اوس جنابت سی نہوگا پاک دو
کیونکہ دہونا فرض ہوگا جسم سب
اور تیرا عضو سارا ای عزیز
یعنی تیری آنکہہ سارے دیکہتے
دوسری یہہ ناک مین تیرے ارے
کسطرح تیرے نماز ہووے درست
اسکی اوپر آپکو اب ای فقیر
ایسی عملون سی خدا دیوی پناہ
اسطرحکی زہد و تقوے سی ہرے
سنکی یہہ باتین جو انسی وہ گدا
زانو و زمین رکہہ کی سر اپنا فقیر
شیر کی آگی ہو جیسون روباہ پیر
ایک عرصہ تک تامل مین رہا

گوہ کی تہی ناک مین اوسدن سی پہر
ایسی سی اسلیے کرتا ہون کام
آنکہہ کے ایک بند کرنیکا سبب
حق کی نعمت مین نہو اسراف تا
ایک سی ہی وتنا آتا ہی نظر
گرچہ مینی بند کرلے دوسرے
تا کہلے ہرگز نہ یہہ پہر عمر بہر
حشر تک ہرگز نہ اوتریگی کبہی
گرچہ مین جاہل ہون ای مرد خدا
اوس سی مین اکثر سنی ہی یہہ خبر
خشک رہجاوی اگر ایک بال بہی
گو کرے سو بار تن کو شست شو
گر رہا کچہہ خشک پاک ہوتا ہی کب
خشک رہتا ہی سدا کرلے تمیز
خشک رہتی ہی یہہ بہی موم کے
ایک تہی گوہ کی جو حد سی سٹرے
جبتلک غسل اور وضو ہووے نہ یہ
کہتا ہی تو پاک صاف اور بی نظیر
دین و دنیا جو کرے دونو تباہ
یہہ تیرا خادم بہت حیران ہے
دلمین کر انصاف اور جب رہگیا
مارے خفت کی ہوا اپنا حقیر
اوس جوان کی سامنی اوسدم فقیر
پہر کہا اپنی دل سی اوسنی یون کہا

کر لے تم انصاف ای دل اب ذرا
اوسکے بہان سی کرکے توبہ جلد تر
غسل کامل اور وضو کو جٹ کر
الغرض نہا دہو کے اوٹھہ کر با نیاز
وہ مزا اور حظ اوسی حاصل ہوا
وہ تجلی اوسکے ہر جا حاصل ہوئی
ہو گئی نادم پہلی بات تو سی بلا
علم دین جا کرکے پڑہ تو شہر سے
شرم آتی ہی بڑہانی سی بجہے
اوس جوان نی سنتی ہی جہٹ پر بلا
سیکہنے سی علم کی ای بہر ور
ہو گیا درویش پہر تو بے خلل
ہو گئی جب علم اور زہد ایک جا
ہوتے علم اور زہد آپسمین بہم
علم ہی جو راہ دکہلاوی تجہے
زہد وہ ہی جو اوکہاڑ بیخ سی
جو جو ہی دلمین سوا حق کی بہرا
یہہ ہو سب دلسی تیری باہر کرے
ڈرتی ہین حق سی وہ مردان خدا
انما یخشا ہی اونکی شان مین
یعنی تجہسی اب بہت ڈرتی ہین وے
خشیۃ اللہ کو نشان علما ہین
دلکو علم خود سی آباد اسکر
یعنی فرمائی ہین یہہ حضرت نبی

اس جوان کو اپنا تو مرشد بنا
اس خباثت کو بدن سی دور کر
باندہ پہر حق کی عبادت مین کمر
کی ادا او سوقت جو اوسنی نماز
جسکا کچہہ ہوتا نہین ہے انتہا
پہلی پس سی جو نہ تہی نیکی کبہی
اوس جوان کو پاس انی یون کہا
پہر سکہایا کہ یہان اگر مجہسی
اسلیئی یہہ بنی کو کہتا ہون تجہسی
جو کہا تہا پیر نی وہ مین کیا نہ
ہو گیا درویش راہ راست پر
عالم و زاہد و ولی بی بدل
جب ہوا مقبول درگاہ خدا
رکہہ سکی کب رہ مین عزلت کی قدم
دہووے زنگ کفر ہی دلسی ترے
ماسوا اوسکے دلمین جو ہی سبہی
زہد وہ شی ہی کری سبکو فنا
اور دلمین خوف و ڈر ظاہر کرے
علم حق جنکو کیا حق نی عطا
ہو گیا حق دیکہہ لے قران مین
عالم و عامل ہین جو بندہ مرے
انما یخشی رقران مین پڑہ جوان
جا حدیث لو علتم یاد کر
جانتا ہون مین جو تم جانو کبہی

ذکر کیا ہشنی کا بلکہ نبر ملا — روتی روتی تجم سی دو نالا بہا
ساقیا دہ جام اب مجکو پلا — تگری تگری جس سی ہو سینہ برا
درد غمسی کر کئے پر ایک جام لا — جلد دی امداد کی مونہہ سی لگا
تاکہ درد یار جاد لمین سما — درد سی ہو درد اسکی کی دوا
علم کان بہر کاخ و باغ بود — ہمچو مر دزد را چراغ بود

اس داستان مین مذمت اون علماکی ہی جو مشابہت رکہتی ہین امراکی اور دور رہتی ہین فقرا سی

فقر سی ہو علم کو زیب ای پسر — نہ زباغ و راغ اسپ و گاو خر
فقر فخری کہتی ہین حضرت نبی — فقر سی ہو زیب و زینت علم کے
علم کی عزت بلاشک فقر سے ہے — فقر و فاقہ عالمون کا فخر ہے
فقر و فاقہ سی ہی عزت علم کے — حشمت دنیا ہی ذلت علم کے
فقر و فاقہ عالمون کا تاج ہے — مومنون کا فقر ہی معراج ہے
مولویکو یہہ گمان لاریب ہے — اسکو اسباب جہان سی زیب ہے
علم کا نقصان ہے حضرت مولوی — حشمت و مال و منال و خوب ہے
قاقم و خز کب تلک یون پہن کر — ہوگا تو آراستہ ای نامور
ادکب تک مرغ و ماہی سی اخی — تو کریگا زیب و زینت خوان کے
آپ کر انصاف ای صاحب کمال — ہو میسر کب تجہی یہہ از حلال
اسقدر مال و منال ای باادب — جز فریب و مکر کی ہو جمع کب
سو مشقت گر کری ہو ہو ہونڈ ہال — آوی جب کچہ ہاتہ مین مال حلال
اوسمین بس اتنا تکلف ہو ضرور — جو کی روٹی اور کچہہ دال مسور
موٹا جہوٹا کپڑا تن ڈہکنی کو ہو — اس سی زیادہ ہو نہ ہرگز تجہکو کبہو
اور یہہ تیرا اسقدر مال و منال — جمع ہو کیونکر یہہ از وجہ حلال
مال و ملک و دولت و باغ و بہار — مسند و تکیہ و خانہ زر نگار
نان و حلوا قند و شکر قورما — ہو میسر بی شبہہ کیونکر بتا
تک اوسر آنکو کہتے ہو وا — عالم و زاہد ہیں ہم با اتقا

در معنی فقر فخری بود صلعم کراین اسنادیکجب عبدہ المسو العقیر المستغفر ابا البجال یعنی تحقیق اسد دوست رکہتا ہے بندے ایسے کو کہ ہو محتاج پرہیزگار اولاد والا ۱۲

علم دین سی یون کر و جهند ا گهرا
هاتهه مین گر تجهه مال آیا شبهه ناک
آخرش تجهکو کری دین سی برے
مال و ملک و دولت باغ و چمن
ایک لقمه بهی جو کهاوی شبهه ناک
اور یهه لقمه آخرش ای نیکنام
تجهکو مال و جاه پر مفتون کرے
تو تو اس لقمه کو کهاوی بی شبهه
ای لقمه دین کو یون کهاوی سن
تو برائی اور خباثت بدر گے
یعنی ایکدانه مر اگر هو شبهه ناک
سیکڑون تعظیم اور عزت سی جا
تخم اوسکا ڈالی اپنی هاتهه سی
اور سکمین آب زمزم سی اوسی
اور اوسکی کاٹنی کی واسطے
اور بهیجین حضرت خیر النسا
اور گوندهین اوسکو حور عین
اور خمیر اوسکی پہ پڑهی بی عدد
اور جلا دین لا کی حضرت جبرائیل
اور پهونکی آگ اوسکی دمبدم
اور پکا دین حضرت مریم اوسی
اور اگرچه تو بری ای هوشیار
اگرچه اوسپر الهی هون عمل
باوجود ایسی اکرامات اون کی یار

اور سو کهانا پهرنا اسطرح کا
تاکه هو تو نرم پوش اور خوشخوراک
یهه تن آرائی و یهه تن پرورے
سب یهه گردن مین تیرا ٹهنگی طوق بن
خاک کها اور ڈال تو دانتون پہ خاک
زهر قاتل هو تیری حق مین تمام
نور عرفان دلسی وه بیرون کرے
دین اور ایمان تیرا کهاتا هی یهه
اندر اندر جسطرح لکڑیکو گهن
شبهه کے لقمه کی سن سجهی اخے
اوسکو لیکر حضرت ابراهیم پاک
بووین کعبه کی حرم مین بر ملا
اور لگاوے خسی بونا کرے
حضرت اسمعیل اکر پے بے پے
آمه توسی اگر داتے سے بنے
حجر اسود سی بنا کر آسمان
با خوشی کوثر کی پانی سی اجے
فاتحه یا قل هو الله احد
آکر مین طوبی کے جنت بی قال و قیل
حضرت عیسی نبی ای بزرگ
نوح کے تنور مین ای نیک پے
اوسکی هر لقمه په بسم الله هزار
پر نه اوس لقمه کا کچه جاوی خلل
وه خباثت اوسکی هو پهر آشکار

آخرش خاصیت اوسکی جب کہلی
راہ طاعت مین تجہی ہیجان کرے
درد دین کا ہی تجہی اپنی اگر
ورنہ ہوگا دین تیرا سب تباہ
کرسکے محنت اور مشقت باکمال
اسس ہوا و حرص سی تو درگذر
جو نہو وی جامہ اطلس سے تجہے
ہو نہ گر کمخواب مخمل گلبدن
نان و حلوا قورمہ زردا پلاو
ہون نہ یہہ کہانی اگر با قند و مشک
سونی چاندی کی نہون برتن اگر
اور نہو دین گر پیالہ نہ ناب
اور سنہری آبخوری جو نہون
اور نہو دین اسپ گر زرین لجام
گہوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہو
جو نہو وی دور باش از پیش و پس
یعنی گر ہو دین نہ تیری باوقار
اسس سی بہتر ہی کہی تجہکو ضرور
اور نہو گر جا نہائی زرنگار
ہو نہ گر دالان کو تہا کوٹہرے
اور نہو دین فرش گر ابر نشین
مخمل و دیبا کا گر تکیہ نہو
واسطی ڈاڑہی کی گر کنگہے نہو
اسس جہان مین ہے تو حنیہ اکمر وز کو

[illegible]

وہ ہی لقمہ زہر ہو تجہکو لگی
خانہ دین کو تیرے سے ویران کری گا
جلد کر اسکا علاج ای بی خبر
کر علاج اسکا ذرا بہر اِلہ
جا لگی پیدا اگر تو کچہہ قوت حلال
کر قناعت پیٹ مت پہر در بدر
تن کی ڈہکنی کو ہی کملی بس تجہے
ایک گزی کافی ہی ڈہکنی کو بدن
اور بریانی متنجن نان پاو
تجہکو کافی ہی پیاز و نان خشک
مٹی کی صحنک بہی کافی ہی مگر
کف سی پی سکتا ہی اپنی یار آب
پی سکی ہی یار پانی چلوون
پا پیادہ چل سکی ہی چند گام
چل سکی ہی پا پیادہ یار تو
دور باش نفرت خلق از تو بس
آگی اور پیچہی نقیب اور جو بدار
سارا عالم ہر طرف سی دور دور
کرسکی ہی زندگی در کنج غار
رہنی کو کافی ہی خس کی جہونپڑے
بوریئی کہنہ پہ ہو گوشہ نشین
رکہنا ہی ہاتہ سر کے نیچی یار سو
منگانون سی کنگہی کر سکتا ہی تو
ہاتہ کی بہل کر بسر اوقات

الغرض جس چیز کا چاہی یہان ہو سکی ہی اوسکا بدلہ بیگمان

جسکا چاہی تو جہان مین ہو عوض تجھکو حاصل اوسکا بدلہ ہو غرض

اور جہانین بی عوض ہی جان تو عمر ہی قدر عمر پہچان تو

عمر کا بدلہ نہو سکتا ہی یار اسکو ہاتہون سی نہ کہو اے ہوشیار

ساقیا بہر خدا وہ جام دے چہوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے

تا کرے امداد جا کر بے سخن یار کے کوچہ مین قربان جان و تن

بیان چیزون مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالی کی کہ ان الله یامرکم ان تذبحوا بقرۃ

خرچ جان اپنی کرو اے عاشقو دوستی مین اپنی گر تم راست ہو

جو کوئی اس راہ سی آگاہ ہی تن کو جانی ہی کہ سنگ راہ ہی

ٹہوکرین کہاتا ہی سکے وہ سدا جو کوئی اس راہ سی واقف ہوا

گیند دولت کی وہ آخر لے گیا جان دے جسنی پائی دلربا

دو جہان سی اوسنی بازی جیت لے یار کی قدمون مین جسنی جان دے

گر حیات ابد عیش خوش چاہی ہی یار کاٹ نفس اپنی کو تو او دل تو مار

گر جوانی مین نثار دوست جان جا عوض مین ڈال اک بڑہ جوان

یعنی بچہ یا کہ بوڑہے گائین ہو انکی قربانی نہووی جان لو

گر جوانی مین تو قربان آپ کو یار کے قدمون مین جو کچہ ہو سو ہو

جو ہوا بوڑہا گران جانی نکر بوڑہی بکرے کی تو قربانی نکر

سب ہوئی برباد ایام شباب پہر دین کچہہ بی نکی تونی شتاب

دن جوانی کی ہوئی آخر تمام کچہہ کیا حق کی لئی تونی نہ کام

گذرا سن پنجاہ سی اک سجود نے کیا تا کام آتا ای جہود

ساتہہ سی بہی عمر زیادہ ہوگئے کام کی جو بات تہی ہرگز نہ کی

عمر تیرے کام کی گذری ہی آ ایک بہی سجدہ نہ تونی کر لیا

تا کہ کام آتا وہ تیری لوم دین وہ کیا ہرگز نہ تونی ای لعین

اب بہی تو ای حسد کہنہ سال کر شترو آہ و فغان چہرے بنال

جو کیا نالہ نہ در فصل بہار | گر ادا اوسکو خزان مین نہار
اب بھی توبہ کر خدا ای بی خبر | اس بڑہاپی کو غنیمت جان کر
عجز سی رو گر خدا کی رو برو | توبہ استغفار کر ہر لحظہ تو
جو جوانی مین کیا تو نی نہ کام | گر ادا اوسکو بڑہاپی مین تمام
تاکہ تو جانی زیان کا سود یار | تہی گنہ تو نقد اور توبہ اودہار
غرق دریار گناہ مین تا بکی | وز معاصی روسیاہی تا بکی
غرق دریا مین گناہون کی بہلا | تو رہیگا کب تلک مجھکو بتا
اور بدون سی تو اپنی روسیاہ | کب تلک رکہیگا ای خال تباہ
کوشش جان سی تہ غفلت نکال | جد امجد کا تو سن پہر مجہسی حال
حضرت آدم کہ دادا سبکی ستہی | اور خلیفہ تہی خدا کی جان لی
اور فرشتون نی اونہین سجدہ کیا | دی خدا نی رہنی کو جنت مین جا
ایک گنہ کرتی ہی سن اونکو کہا | مذنبی مذنب نکل اب یہان سی جا
تو طمع رکہتا ہی با چندین گناہ | داخل جنت ہو تو ای روسیاہ
ایک گنہ کی ساتھ آدم کو نکال | حق نی جنت سی دنیا پہر در دال
جو کری صدہا گناہ شام و سحر | کسطرح جنت مین ہو اوسکا گذر
حد سی گذرا انتظار اب ساقیا | گر مدد دیکہ وقت ہی امداد کا
عمر گذری ہجر مین جلتی ہوئی | اب تو مت محروم رکھ دیدار سی

اس داستان مین بیان مراد قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
کہ حب الوطن من الایمان کہ کیا غرض ہی اس سی

قید مین عصیان کی جو قید ہین | سر غمی سی وہ ناامید ہین
جو گناہون کی پڑی مین جال مین | یار کی دیدار سی محروم ہین
تن بدن کو پالتی مین جو کوئی | قید مین ہین نفس اور شیطان کی
لذت تن تو پڑی ہی جو کہ بد | اونکی گردن مین ہی حبل من مسد
بند تن کو توڑ نہ دانسی نکل | یار کی کوچہ کو اونہہ کر جلد چل

دوبہ

او تهه توجه کر سوئی ملک نعیم — یاد کر او وطن اور عهد قدیم
او ٹهه کهین پهر خدا نک سوچ تو — یار کی کوچه اور اوس کے عهد کو
یار کی تجهکو محبت هی اگر — راه لی کوچه کا اوسکی جلد تر
ظاهر اور باطن یهه علم ای نیک تن — کهتی هین ایمان سی حب وطن
یهه وطن هند و عراق و شام نے — وه وطن هی اور جسکا نام نے
یهه وطن دنیا کے هی سب ای اخی — کب کری تعریف دنیا کی نبی
دوستی دنیا کی سر هی هر خطا — هو خطا سی کب تجهے ایمان عطا
ترک دنیا کو کری هی یار جو — دو جهان کا هوتا هی سردار وه
چهوڑ کر دنیا کو جاتا هی وه یار — اوس وطن کو نفس پر هو کر سوار
نیک طالع هین وهی ای نیک تن — جنکو رغبت هی سوئی اصلی وطن
هین سعادتمند جو سب چهوڑ کر — رکهتی هین وه راه اصلی پر نظر
اس وطن مین هی تجهی جانا ایک سفر — جو مسافر جا هی کرنا گذر
دیکهه کر اس راه کی باغ و بهار — کر لیا تو نے وطن هی اختیار
شهر تن مین اسقدر تو آ بهنا — اوس وطن کو کر دیا دل سی جدا
اس وطن مین هی جو یهه خود هی وطن — تو پڑا کب تک رهیگا خسته تن
موڑ مونهه اور تن سی جان کو شاد کر — اپنا تو اصلے وطن آباد کر
چهوڑ کر اصلے وطن اپنا بهلا — کوئی ویرانه مین رهتا هی پڑا
هی یهه نیلخانه ویران ای یار — اسکو نادان هی کری بے اختیار
هی یهه ویرانه سمجهه اور غور کر — الووں اور جغدوں کے رهنیکا گهر
هی یهه جنت واسطے کفار کے — ظالم و فاسق و بد اطوار کے
اور مومن کو هی زندان یهه جهان — عیش اور آرام زندان مین کهان
فکر اپنا کوئی ای بے خبر — تاکه تو اس قید سی هووی بدر
آشیانه هی ترا عرش برین — تو پڑا هی قید مین اندر زمین
چهوڑ کر کے اپنا خانه زر نگار — اس نجاست پر هی تو مفتون یار م

کب تلک ای شاہ باز پر فتوح   تو رہیگا دور از اقلیم روح
حیف ہی صد حیف ای صاحب ہنر   ایسی ویرانہ مین کہوکے بال و پر
کب تلک ای ہدہد شہر سبا   تو رہیگا اس سفر مین بستہ پا
کرکے کوشش بند پا سی دور کر   اور اوڑا تو آپکو پہر عرش پر
کیون پڑا خاکی کوئین مین سر کی بل   گر تو یوسف ہی کوئین سی آ نکل
تا عزیز مصر ربانی ہو تو   جسم سی چہوٹی تو روحانی ہو تو
اس نجاست پر یہہ سبزہ دیکہہ کر   ہوگا مفتون تو ای خیرہ سر
ایکدانہ کی لئی اے زشت خو   جال مین تو نی پہسایا آپکو
واسطے تصویر بیجان کے میان   آپکو رسوا کیا اندر جہان
بہر رہی دلمین خیالات جہان   ذکر و فکر حق بہلا اوسمین کہان
لوح دل سی سب خیالاتون کو دہو   جان سی ایک یار پر مفتون ہو
یار ہرجائی نہ بن ای بیوفا   خالصاً ایک دلربا سی دل لگا
جب نہ تجہکو ہو پسند ہرجائی یار   کیون نہو بیزار اوس سی کردگار
ایک سو سنکر یہہ سخن ہی مثال   تاکہ ہو معلوم ہرجائی کا حال

حکایت بسبیل تمثیل نے لکہی ہی

تہی ایک عورت خوبصورت نازنین   سیم تن نازک بدن اور مہ جبین
زلف و رخسار و لب اوسکی رشک حور   جسکی الفت مین تہا دل ایک عالم کا چور
ایکدن با ناز و با صد کر و فر   ایک کوچہ مین ہوا اوسکا گذر
اتفاقاً سوختہ دل ایک جوان   دیکہہ اوسکو ہوگیا عاشق بجان
اوس پری کا دیکہہ کر حسن و جمال   ہوگیا وہ مثل تصویر خیال
اوڑگئی سب ہوش اور صبر و قرار   ہوگیا کل محو اندر روی یار
اوسکو یون مجنون شیدا دیکہہ کر   عشق کا اوسکی ہوا زن پر اثر
یون کہا زن نے اوسی سی تا دہ رو   حال کو اپنی بیان کر مجہسی تو
کیون کہڑا ہی اسکا تجہکو دربیان ہے   کسلیے آئینہ سان حیران ہے

جا

جا یہان سی دیکہہ اپنا کام کر
اوس جوان نی یون کہا ای جان جان
عشق تیرا لگ گیا ای میری جان
عشق تیری نی مجہی بیخود کیا
یہہ کہا زن نی اوسی ای بیخبر
حسن مین بہتر ہی مجہسی لاکہہ بار
دیکہہ اوسی ہٹ کر ذرا ای سادہ رو
سنکی یہہ اوسی چہوڑ کر اوسکو وہ خام
جب لگا جانی تو زن نے دوڑ کر
ایک طمانچہ اوسکی مونہہ پر مار کر
میری صورت پر اگر عاشق ہی تو
غیر پر کیون نظر میری سوا
کرتا ہی دعوی تو میری عشق کا
کیا یہی ہوتے وفای عاشقان
جو کہ ڈالی غیر پر اپنی نظر
عاشق حق ہو کی دیکہے غیر کو
رکہتا ہی دلبر تو داغ حب غیر
غیر کو نظرون سی تو اپنی نکال
دوسرا ہی کون یہان حق کی سوا
جو سوا حق کی ہی دی سبکو جلا
جز وجود مطلق اور ہستی پاک
تو کہان اور مین کہان عالم کہان
اول و آخر نہان و آشکار
ہے ہزارون آئنہ مین جلوہ گر

کیون بلا مین پڑتا ہی ای خیرہ سر
چہوڑ تجکو اب بہلا جاؤن کہان
ہوش و عقل و صبر اور تاب و توان
کام مجہکو کچہہ نہین اب تجہہ سوا
ہی مری ہمشیرہ مجہسی خوبتر
جسمین ہین شمس و قمر دو نو نثار
آتی ہی پیچہی مری وہ ماہرو
ہٹ کی پیچہی کو چلا جیدا ایک گام
دہول ایک مونہہ پر لگا ہی جلد تر
یہہ لگی کہنی اوسی ای خیرہ سر
اپنی اس دعوی مین جو صادق ہی تو
ہی یہہ دعوی عشق کا ای بیحیا
غیر کو یون دل مین پہر دیتا ہی جا
غیر پر مایل ہو ظاہر یا نہان
ہی حقیقت مین وہ مشرک بیگمان
کعبہ مین جا ہی بنانا دیر کو
پہر چاہی مشق کچہہ دلبر کے سیر
چشم دل سی دیکہہ پہر حق کا جمال
کسلئی اول بنا ہی بیحیا
ایک دلبر سی تو اپنا دل لگا
دہیان مین تیری جو آوی سب ہی خاک
ہی یہہ ایک نور منزہ ای جوان
ایک ہی خورشید اور ذرہ ہزار
ایک صورت جان لی ای تجہہ

ہے ہزارون آئینہ مین ایک جمال — اُس تکثر سی ہی حیران عقل و حال

ہی کہان سی کثرت آئینہ جان — مین سب اسما و صفات ای نکتہ دان

اُس سی زیادہ کہ نہین سکتا ہون اب — قید وحدت سی ہوئی ہین بند لب

اُس شکر نی بند لبونکو کر دیا — گفتگو کے قید سی دل چہٹ گیا

ساقیا اس ورثت وحشت سی چہڑا — یار کے کوچہ کا دی رستہ بتا

جام وحدت دیکہ ساقی جلد تم — ما سوا کی قید سی آزاد کر

تا کہ مین سب توڑ کر کی بند تن — بحر درد عشق مین ہون غوطہ زن

اسمین بیان ہی بلاؤن اور محنتونکا جو عشق کی راہ مین ہین اگرچہ بہاری ہین لیکن سبک اور ہلکی ہین عاشقونپر بلکہ بڑی راحتین اور چین مین اوپر عاشق آزادہ کے

ہین طریقہ عشق مین صدہا بلا — ای دل غمگین غم مین مبتلا

عشق کی رستی مین لاکہون ہین الم — آفت و درد و بلا و رنج و غم

محنت و خواری و ذلت اور حذر — انتظاری بیقراری دردسر

کہانا اور پینا سونا ہی وہان — ہان مگر ایک نالہ و آہ و فغان

نی عزیز و نی قریب و نی شفیق — نی کوئی غمخوار اور نکا نی رفیق

ہوتی ہین ہمراہ عاشق کی مگر — آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

لیکہ عاشق ماہران عشق ہین — ہین وہ خوش بردم بلا و رنج مین

عشق کے وہ آزمودہ کار ہین — بادشاہ باطن مین ظاہر خوار ہین

جان بازی مین ہین پختہ بر تمام — بود سی اپنی ہین بی خود لا کلام

تو بہی ای امداد اپنی سی نکل — ہو کی بیخود کوچہ دلبر کو چل

خار و خس کو غیرت کی اگ دی — با فراغ دل تو تنہا راہ لے

بس نہونی مین تری کب ہی برا — مت ہو تو اسمین تجہی ہے فایدا

ڈہونڈ مت اندر خودی کی بہترے — بہترے ہی بیخودی مین ای اخی

راہ مین فقر و فنا کی سہل ہے — جسم و جان کو پہنچی غم گرچی ہی

رنج و غم ہوتا ہی فرحت اور خوشی — جبکہ حاصل ہو دی مقصود دلی

بگر وفی تو دیکهه گئی جسطرح
بگربون سے یاتون کے گرد و غبار
بنی اسی صورت سی حال عاشقان
اونکو حاصل یهان کمائی یار سے
عشق کی ره مین هو کب آسوده گے
عیش و عشرت جبتلک چهوڑی نه تو
هو نه جب تک تجهپر آسایش حرام
کب بهلا حاصل تجهی هو راه عشق
غیر ناکامی کی اوسجا کام سے
توشه هی اس راه مین تقوی ترا
نان و حلوا کیا هی ترا جاه و مال
نان و حلوا کیا هی یهه فرزند و زن
نان و حلوا کیا هی فکر نام و ننگ
نان و حلوا کیا هی یهه باغ و بهار
نان و حلوا کیا هی یهه طول امل
نان و حلوا کیا هی سن ای بد قماش
واسطی دنیا ہی دون کے هوشیار
بے بقا کی واسطی ای خود پسند
عیش اور آرام ترا ایجو آن
تجهکو یهه صبر و توکل سی چهوڑا
دهو دیا لوح توکل سی سبهی
گوشه صبر و توکل چهوڑ کر
کهانین تیری یرا هی هے
یعنی کی رزاق وه پروردگار

بهیڑیا هوتا هی خوش اور با فرح
بهیڑ یکے آنکهه مین باغ و بهار
سو بلا و درد و غم مین بیگمان
گرچه تن اونکا مثال خار سے
سر بسر هی درد خون آلود گے
غیر حق سی اور موںهه موڑی نه تو
رکهه سکی کب عشق کی رستی مین گام
مبتلا هے تو تو اندر جور و فسق
عشق کے ره هی ره حمام سے
نان و حلوا طاق مین رکهه هی تها
باغ و راغ و حشمت و اقبال و حال
تیری گردن مین پڑی جو طوق بن
جسکی خاطر هی یهه ساری صلح و جنگ
مسند و تکیه و خانه زر نگار
اور فریب نفس و علم بی عمل
یهه سعی تیرے سب از بهر معاش
زیر منت هوگا کس کا تو یار
هو گا کس کا تو یهان جان مند
لگیا اکلخت یهه حلوا و نان
دربدر سوا پهرتا هی سدا
نام تیرا جان ای مرد غبی
کیون پهرے سرمارتا ادهر اودهر
صرف الرزق علی الرب الاکرم
رزق سبکو دیتی وه لیل و نهار

رزق دیتا ہی وہ تجھی شام و سحر | پھر پھری کس لیے تو در بدر
جا قناعت پیشہ کر ای بیخبر | صبر کے گوشہ مین آ تو بیٹھ کر
پھر ملے گی تجھ کو جام رشد نا | تا کہ دی تجھکو دکھا راہ ہدا

اسمین بیان اوس عابد کا ہی کہ دنیا کو ترک کرکے پہاڑ کے غار مین بیٹھا تہا اور آزمانا اللہ تعالی کا اوسکو امتحاناً اور نصیحت لینے اوسکو ایک کتی سی

کوہ لبنان مین تہا ایک عابد مقیم | غار مین جسطرح اصحاب الرقیم
چھوڑ کر ظاہر کی سب حق و بق | غار مین بیٹھا کرے تہا یاد حق
دن کو رہتا تہا ہمیشہ روزہ دار | رات کو کرتا عبادت بیشمار
قدرت حقسی اوسی اکوقت پر | نان و حلوا پہنچتا ای نامور
ادہا اوس سی رات کو کہاتا تہا وہ | اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
الغرض وہ رات دن مرد خدا | یاد مین اللہ کی مشغول تہا
یون بسر اوقات کرتا تہا گدا | فکر کہانی پینی کا اوسکو نہ تہا
نان و حلوا دیتا تہا اوسکو خدا | بی مشقت اور بی محنت سدا
آخرش اکروز بہر امتحان | ہو گیا موقوف وہ حلوا و نان
انتظاری کی نہ آیا پر طعام | وہ ہوا زار و نحیف ای نیکنام
جب نہ آیا شام سی لی تا سحر | سیکڑون آنی لگی دلمین خطر
بہول سب جاتا رہا صوم و صلوۃ | فکر کہانی مین رہا وہ ساری رات
اور نکی اوسنی عبادت کچھ ادا | اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا
الغرض کے رات تو جیون تون بسر | ہو گیا اتنی مین ہنگام سحر
آخرش اوٹھ کر وہ اصد اضطراب | غار سی باہر نکل آیا شتاب
کوہ پر ہو کر آ گرا وہ بی خبر | اور لگا پہر دیکھنی ادہر ادہر
جبکہ چارون طرف کی اوسنی نظر | دور سی قریہ اوسی آیا نظر
کوہ سی نیچی اوتر کر وہ ابی | گانو کی اندر گیا با صد خوشی
بستی لوا [illegible] قریہ مین تہی تمام | گبر او [illegible] قوم ... لا کلام

ر ایک کافر کے در پر ہو گیا
نی دو روٹی اوس عابد کو دی
کیا عابد نے پہر قصد مکان
جوسی باہر نکل کر وہ مجوا ن
ب کتا گبر کے دروازہ پر
وک کی ماری یہہ تہا جو اوسک
یچہ آگیا اوسکی کوئی جو کہیے
وہ کتا روٹی اوسکو جان کر
زبان پر آتا تہا لفظ خبر
تا ہو یا کر کی عابد کی ذرا
ب لگا عابد کو پہنچانے ضرر
ب روٹی بیچ رہی تہی اوس سی جو
کا جب اوس سی فراغت پا چکا
وسری روٹی جو اوسکی پاس تہی
لی اوسکو پہر ہوا عابد روان
وسری روٹی بہی جب وہ کہا چکا
ہی اوسکی مثل سایہ وہ چلا
ہوکے عاجز اوس سی عابد نی کہا
یری مالک نی دو روٹی کے سوا
سو وہ دو تو تجہکو اب مین دی چکا
نہ کیا چاہی نی مجہسی ای پلید
درت حق سی وہ کتا ناگہان
یہہ لگا کہنی کہ مرد خدا
مجہہ نی سی اتنالک ای نامور

یہہ کہا کچہہ دو مجہی بہر خدا
لیکے اوسکو وہ چلا باصد خوشی
تا کرے افطار روزہ اوس سے وہان
غار کے جانب ہوا جبدم روان
رہتا تہا مدت سی ایک نیکو سیر
رہ گئی تہی استخوان اور پوست رگ
کہینچتا گر گردہ پرکار بہی
جان دیتا تہا وہ اوسپر بخط
وہ سمجہہ کر خبر دی تہا اونیہ سر
دوڑ کر اوسکی وہ جہت پیچہی پڑا
ایک روٹی خوف سی دی جلد تر
لیکے اوسکو دوڑا وہ مرد نکو
دوڑ کر عابد کا پہر پیچہا لیا
تنگ ہوکر وہ بہی اوسنی ڈال دے
اوسکی ایذا سی کہ تا پاوی امان
پہر جہپٹا کر کان پہر پیچہی پڑا
بہونکتا اور کپڑی اوسکی پہاڑتا
مین نہین دیکہا ای تجہسا بیحیا
کچہہ نہین مجہکو دیا ای بیحیا
پہر کیون پیچہی پڑا تو مجہکو بتا
کیا چاہتا تجہکو نہین ہے ای مرد بد
گفتگو کرنے لگا یون مرد مان
غور کر تک مین نہین ہون بیحیا
رہتا ہون اس گہر کے دروازہ اوپر

گہر کا اوسکی بن رہا ہون دربان ۔ پہر یونکا اوسکی ہو نہین پاسبان
گاہ تو دیتا ہی مجہکو پارہ نان ۔ اور گاہی دی ہے مشت استخوان
اور گاہی بہول جاتا ہی مجہے ۔ کچہہ نہین اوسدن کہلاتا ہی مجہے
گذری ہین مجہپر بہت شام و سحر ۔ روٹی ٹکڑے کچہہ نہین آتی نظر
گاہ ہوتا ہی کہ پہر گہر کو نہ ۔ نی میسر آپکو نی مجہکو ہو
ہفتہ ہفتہ گذری ہین یہہ ناتوان ۔ خشک ٹکڑے کا دیا تا نشان
پرورش پائی جو مین اوس در اوپر ۔ اور کے در پر نہین کرتا گذر
گرچہ صدہا رنج اب سہتا ہون مین ۔ در پر اوسکی پڑا رہتا ہون مین
اوسکی نعمت کا کبہی کرتا ہون شکر ۔ صبر سی رہتا ہی گاہی مجہکو شکر
کہیلتا ہون عشق کی بازی سدا ۔ ساتہہ اوسکی مین بصد رنج و عنا
الغرض یہہ عاجز اوسکی در سوا ۔ اور کی در کو نہین پہچانتا
اور تہی جو ایکدن ای نوجوان ۔ نی ملا تقدیر سی حلوا و نان
پس بنائی صبر مین آئی شکست ۔ غیر کے در پر گیا ای خود پرست
اپنی اوس رزاق کا در چہوڑ کر ۔ گہر کے در پر تو آیا دوڑ کر
کچہہ نکی رزاق پر اپنی نظر ۔ مانگنی آیا تو ایک کافر کے در
واسطے روٹی کی اپنی دوست کو ۔ چہوڑ کر آیا تو یہان ای نیک خو
اور دشمن اوسکی سی کی دوستی ۔ کچہہ حیا تجکو نہ آئی ای اخی
اب ذرا منصف ہو ای مرد خدا ۔ بیحیا تو ہی کہ یا مین ہون بتا
سنکی یہہ عابد گرا مدہوش ہو ۔ پیٹ کر سر ہو گیا بیہوش ہو
ای سگ ملعون نفس امداد کے ۔ یہہ نصیحت کر کے کتی سی ارے
صبر کا در بی اگر تجہپر کہلے ۔ کہ یہ کتی ہے کمتر پہر تو بے
سنا تہا میرے خربی خلد آ ۔ نفس اور شیطان کے ہاتہو سی بچا
نفس و شیطان نی کیا تجہپر ۔ ہو گئین بہر خدا تو دستگیر

اسمین مذمت ریاکاران اور مکاران کی کہ ہر ذات شیطان کا ہی

لیا ہی دنیا جان ای مرد غبی
شانہ و مسواک تسبیح و ریا
زہد کا دعوا ہو تجہکو بیشمار
لے بنا تقوی کے صورت بی نظیر
ہی گمان تجہکو کہ ایسی مکر سے
ہی توقع تجہکو ای مرد غبی
معتقد ہوکر کے سب اہل جہان
ہی نہین معلوم تجہکو ایعزیز
ہین بہت عالم مین عاقل نکتہ دان
یہہ جو کرتا ہی فریب اور مکر تو
پیر یقین ہی تجہکو اب بیشک یہی
اپنی خود بینی سی تو ہی مارتا
فکر مین ہر دم ہی تو اسبات کی
کار تیرا سر بسر لیل و نہار
واسطی زر کے ہی ای نابکار
نان و حلوا کی لئی تو نی لعین
جاہ و عزت کے لئی ای بیخبر
دین دیا تو نی لیا نان حرام
مال کہانا شاہون کا با مکر و شید
لے فریب و مکر سی شاہون کا مال
پہر یہہ تقوا اور عدالت باوجود
ہے ہمیشہ برقرار اور پایدار
سنگ و آہن سی بہی یہہ مضبوط ہی
کچہہ نہین نقصان فریب و مکر کا

واسطی زر کے ہی تو متقی
جبہ و دستار قلب بی صفا
جاہ و عزت کی لئی ای نابکار
تا کرین تعظیم سب شاہ و وزیر
ساری عالم کو مطیع اپنا کرے
تا کہ اسمین جہوٹی فقیر سی تیرے
لاوین نظرین پاس تیری بیگمان
ہی جہان مین سیکڑون اہل تمیز
جانتی ہین سبکے خوبی و زیان
اس سی وہ واقف ہین بیشک ہو بہو
حال سی میری نہین واقف کوئی
لاف تقوی اور عدالت کی سدا
جس سی یہان کی دولت اور عزت ملی
کرتا ہی تحصیل جاہ و اعتبار
متقی و عاقل و پرہیزگار
کہو دیا ہی تو نی اسلام و دین
دین و ایمان سی ترا تو دور تر
مکر و حیلہ بہر تسخیر عوام
جہوٹی غیبت سی نہ تیری عمر و زید
ہر طرح سی ہر ادا سی سمجہی حلال
ایسی وصفون کے ہی قایم ای جہود
یہہ عدالت اور تقوا نابکار
جو نہین نقصان کسی شی سی بہی
اس عدالت اور تقوی کو ترے

نی خلل اسکو کسی شی سی عزیز
حال اوس عورت کا سن یک العزیز
شہر تہرا مین تہی بس ایک بیوہ زن
نام اوس عورت کا تہا اہو شیار
بس عبادت سی اوسی لیل و نہار
صبح سی بیکر تی تا وقت عشار
بعد عشا کی صبح تک وہ بی شعور
ایکدم بہر مرد بن رہتی نہ تہی
آتا جو اوس بیحیا کی پاس یار
لے نماز شام سی تا بامداد
اور نہ خالی ہوتی تہی اوسکی دوات
جو کوئی لاتا مراد اپنی وہان
رند اور اوباش کے مقصود کو
اوسکی جنکی خرچ کی مانند یار
اور اسی حالت مین بہر وہ نابکار
جنکسی کی تہی سی اوٹہتی نماز
بے وضو بی غسل بے نیت سدا
تسکی اوپر کہتے تہی وہ بد گہر
ایسی بد ذلتے کی بہر وہ بیحیا
ایک دن ایک رند نی اوس سی کہا
اسطرح جنکی کا رسی تیری ہی مجھی
باوجود ایسی جنابت کے سدا
نیت اور آداب بہہ محکم وضو
بہہ وضو تیرا اسی اپنی شکو بکھیر

چون وضوی محکم بی بی تم
جو کہ تو رکہتا ہی کچھہ عقل و تمیز
کہنہ رند حیلہ ساز بیرز فن
کہتی ہین بی بی تمیز خالدار
تہی سدا رغبت بہت ای نامدار
با وضو رہتی تہی ایرد خد
رات بہر کرتے زنا فسق و فجو
گرچہ بہر جوڑا چمار ہووی کوئی
آگی اوسکی پڑتی تہی پانو پ
نامرادونکو سدا دیتی مرا
ایکدم بہر بے قلم سی نیکذات
جہت رقم کرتی وہ اوسپر بیگناہ
خوب برلاتی تہی وہ اپنی خوبر
بہرتے ہی رہتے سدا لیل و نہار
کرتے تہی حق کی عبادت بیشمار
ہوتے تہی فی الحال مشغول نماز
خوب کرتے تہی رکوع سجدہ دا
با وضو رہتی ہو نہین آٹہون پہر
آکو کہتی تہی مین ہون پارسا
کیا کہون تجھکو تعجب ہی بڑا
حیرت آتی ہی بہت ای نیک بے
خوب رہتا ہی وضو تیرا انجا
گر بیان کچھہ حال اسکا تجھسی تو
منگ رو تو بسی بہی اسی مغضوب نہ

بلکہ

بلکہ ہی سد سکندر سی دو چند — جو کسی سختی سی نہین اسکو گزند
ہی مثال ایسی ہی تقوی کی ترسے — ہر طرح حق کی کا رسی قایم رہے
جسطرح بے بنے تمیزہ کا وضو — سو جنابت کی نہ ٹوٹی تھا کبھو
یون ہی تقوی اور عدالت تیرا یار — سو فریب و مکر سی ہی پایدار
ہے خدا کے ہاں ایسی شخص پر — بحیلہ بیشرم جو ہو اسقدر
ساقیا آحد سی گذرا انتظار — جام دے وہ جس سی ہو سینہ فگار
کرکے تا ناموس کے دامن کو چاک — آتش دلسی مین ڈالون سر پہ خاک

اسمین مذمت اون درس کہنی والونکی ہی کہ مقصد اونکا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور زر سمیٹنا اور دہوکا دینا ہی خلقت کو

کیا ہی دنیا جان تو ای خود پسند — مکر و حیلہ کا تیرا یہہ وعظ و پند
درس تیرا اسلیئی ہی صبح و شام — تا کہ ہو مشہور علم اور فضل تام
تھا اظہار فضیلت اور عمل — آپکو ڈالی ہے تو اندر خلل
علم و فضل اپنا جتانی کی لیئی — سو خرابی اور بلا مین تو پڑے
تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے — خلق مین مشہور ہونے کی لیئے
ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال — مرد و زن کی واسطے ڈالی ہی جال
تا کہ ہون تابع تیرے کچہہ عالم مین — سو فریب سی تو لا یا دام مین
جاہل و نادان بے عقل و شعور — جال مین تیرے پڑی ای پر غرور
معتقد تیرے ہوئی وی بالضرور — کون شوئی کا نہین جسکو شعور
جاہلونمین بیٹھہ کر بن سدا — علم و فضل اپنا جتایا خوب سا
خوب سی تقریر کو دیکر کی زیب — جاہلون ناواقفون کو دی فریب
دوسرونکو تو نصیحت ہی مدام — اور ہووی خود نصیحت لا کلام
راہ جنت کا بتا دی اور کو — آپ لی دوزخ کا رہ ہی گفتگو
رہ بتا دی اور کو گلزار کا — اور لیوی آپ رستا نار کا
شہد و شربت اور کو دی ہی بلا — آپ کھاتا ہے پیالہ زہر کا

کرتا ہی اونکو سیدہے راہ پر | اور ہووی آپ گمرہ جان کر
بہیجتا ہی اور کو گلزار مین | آپکو ڈالے ہے تنہا غار مین
ہی یہہ سب اسواسطی ای پرخلل | لگ جاتی تا ترا علم و عمل
خوب سی شیخی جتائی کہول کر | مکر اندر مکر دیکہلائی ہنر
پر اصول و فرع تیری ای اخی | محکم ان دو سی نہین ہے ایک ہی
کچہہ جا ہی تجکو آتی ہے باج | حق تعالی اور پیمبر سی بہلا
جان اس رہ مین ترا کیا غول ہی | یہہ ریائی درس نا معقول ہی
کرتا ہی جو تو ریا کا وعظ و درس | ہی یہی شیطان ترا اور نفس
یہہ ریا کا جو ترا ہی وعظ و پند | زہر ہی باطن مین اور ظاہر مین قند
ہوتے ہی جس درس مین روئی ریا | درس ہی کب ہی وہ ایک قہر اور بلا
چور ہے پوشیدہ دلمین یہہ ریا | دولت ایمان کو ہی لوٹتا
خنجر لاحول سی اس چور کو | قتل جسنی کر دیا اے نیکخو
دولت ایمان لے اسنی بچا | باخوشی جنت مین جا ڈیرا کیا
درس جو قربت نہو اوس سی غرض | ہی نہین وہ درس لیکن ہی مرض
آپکو جسنی اگر اس مرض سے | کر دیا آزاد جان ای نیک پے
اسب دولت کو وہ اپنی با ہنر | ہی وہ دوڑاتا فراز عرش پر
ساقیا لے بہر حق میری خبر | نفس و شیطان سنے کیا زیر و زبر
وقت ہی امداد کے امداد کا | کرکے امداد انکی پنجو نسی چہوڑا
تاکہ یہہ جا کر سکے بے رود ریا | اوسکی قدر ہو نیر کری سر کو فدا

اسمین مذمت اور برائی اون لوگونکی ہی کہ جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکہٹا
کرتی رہتے ہین اور غافل ہین حاصل کرنے اسباب عقبی کی سے

کیا ہے دنیا یعنی اسباب جہان | آفت جان ہی ہر ایک پیر و جوان
یہہ کرے قرب خدا سی تجکو دور | اور کرے راہ ہدا سی تجہکو کور
کر دیا قربان اگر اوسپہ سر | ہو گیا تو راہ حق سی دور تر

کر دیا ہی تلخ تیرا یار کام — اسطرح کی نعمت و حلوائی تمام

اور بہی اگر تیرا ای نیک خو — لیگیا ہی رونق اسلام کو

جلد اس اسباب کو ای بہرور — بیخ و بن سی تو اوکہاڑ اور دور کر

اور اس دنیای دون پر خاک ڈال — آنکھو بار گران سی تو نکال

سعی تیری ہی یہہ ای صاحب ہنر — واسطی دنیای دون کے سر بسر

سعی کچھہ جانی نہ عقبی کے ہی کیا — سعی دنیا مین رہا تو مبتلا

اسکی رہ مین مو شگافی ای شفقے — اوسکی رہ مین کند فہمی احمقے

ہیچ ہی اسکی دوڑ ہی از جان و دل — اوسکی ہیچ ہی جا جیسی خر بگل

باوجود اس سعی و محنت کی ذرا — جو کہ چاہی تہا نہ وہ حاصل ہوا

سعی دنیا مین رہا تو عمر بہر — کیا ہوا حاصل ہی تجہے خوردسر

سعی عقبی کے جو تو کرتا میان — کار دنیا کی بہی بر آتے میان

کار عقبی کا جو کرنا بنہ و بت — کار دنیا کی بہی سب ہوتے درست

اسلیے فرماتی ہین خیر البشر — جو کوئی دنیای دون کو ترک کر

ہوتا ہی خدمت با خضوع و خشوع — اپنی اوس اللہ کے جانب رجوع

کام اوسکی دین و دنیا کی تمام — ہوتے ہین آسان سب ای نیکنام

اسکی اوپر یاد آئی ایک مثال — کان دہر کر سن اوسی ای خوش خصال

اسمین بیان ہی کہ اختیار کرنا کار آخرت کا اوپر کار دنیا کے بہتر ہے

تہا کوئی ایک مرد صالح نوجوان — کرتا تہا کہیتی کا پیشہ ای میان

پاس اوسکی کہیتی مین تہا ایک شتر — بہاگنی کے اوسکو عادت تہی مگر

اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا — اونٹ اوسکا بہاگ جنگل کو گیا

اور وہی دن جمعہ کا اوسکی لیے — تہا کہ پانی زرع کو دینی ہے

مرد حیران ہو کے بولا ای خدا — پانی دینی کا ہی یہہ وقت ہی میرا

گر مین دون کہیتی کو پانی اب یہان — اونٹ اپنی کو مین پہر پاون کہان

اور نماز جمعہ بہی دون ہات سی — ہوون خرانی مین طرح اسبات سی

کرنہ دون کہیتی کو پانی اس زمان
جو مین ڈہونڈہتا ہون اونٹ کو جنگل مین جا
اس تردد سی وہ مرد خوش لقا
آخرش بولا تامل کرکے دو
کیونکہ اس دولت کو ہی بیشک بقا
یعنی کار دین کو ہوی بقا
جو کہ فانی سی لگاوی دل عزیز
کہتے ہین حضرت محمد مصطفی
جا غرض تکبیر مسجد اوسنی لے
جاکے مسجد مین ہوا مشغول ذکر
باخضوع دل بصد عجز و نیاز
ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گہر
کے گہڑا اپنی مکان پر میان
اپنی بے بی سی یہہ پوچہا اوسنی جا
یہہ کہا عورت نی اوسکی ایمان
ہو گئے گرد اوسکی قوی سا پہیڑ یا
شکر حق کرنے لگا وہ نیک خو
اب مین جاکر سینچتا ہون کہیت کو
کل نہ آوی ہاتہہ مین تیری اگر
آخرش اوٹہہ کر وہ مرد نوجوان
جاکہ دیکہا کہیت کو جو غور کر
خود بخود اوس نہر سی بہ گیا ان
ہوگئے حیران مرد بولا ای خدا
اب نہ ہمسایہ میرا ایسا بہلا

ہوتی ہی بالکل خراب اے مہربان
پس نماز اور رنج کو دو نو کہو چکا
ہر طرح کی رنج مین تہا مبتلا
چل نماز جمعہ کو جو ہو سو ہو
اور سوا اسکی ہی سب شئی کو فنا
اور کار دنیوی کو ہی فنا
اس سی زیادہ کون ہی بس بے تمیز
حج مسکینونکا ہی دن جمعہ کا
اجر قربانی کا پایا اونٹ نے
اور بہولا ہی دل سی سب دنیا کی فکر
سامنی حق کے پڑہی اوسنی نماز
دیکہتا کیا ہی کہ وہ اوسکا شتر
عاجز و مسکین غریب و ناتوان
کسطرح یہہ اونٹ آیا ہی یہان
ایک درندہ اوسکو لایا ہی یہان
مار کر یہان تک اسی پہونچا گیا
یہہ کہ رب لایا ہی میری اونٹ کو
اپنی اوس معمول پر جتنا کہ ہو
جز کو تومت چہوڑ پیر ای بہرور
کہیت کے جانب ہوا اپنی روان
پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
اوسکی ہر کیاری مین ہی پانی رواں
کہیت یہہ سیراب کیون کر ہو گیا
کہیت مین پانی مری دیتا جو آ

پوچھا آخر اوسنی ہمسا تو سی جا — کھیت مین پانی ہمرے کسنی دیا
بولنے سب ہی یہہ عجب ایک ماجرا — خود بخود پانی ادہر کو ہو لیا
سینچتی تہی ہم تو اپنی کھیت کو — پر یہہ پانی جاتا تہا تیرے کھیت کو
رو لگتی تہی پر ترے خسی ہم اگر — پر یہہ تیرے کھیت مین کرتا گذر
ہو گئی لاچار جب ای باادب — چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھہ سب
حکم حق سی کھیت مین تیری میان — ہر کنارے مین ہوا پانی روان
ہو گئے شادان اور خرم وہ جوان — شکر حق کرنے لگا بس بیکران
جو کوئی دینار دون کو ترک کر — باندہ لے حق کے عبادت مین کمر
آپ خود آ کر یہہ دنیا ای خلیل — پانو مین اوسکی پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سی کرے جو اختیار — خود بخود دنیا ہو آ اوسپر نثار
اور جو حق کو چھوڑ دنیا مین پڑے — دین دنیا سب خراب اپنی کرے
خسی کے دنیا مقدم دین پر — وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر
ہو گیا اوس شخص پر قہر خدا — جو ہوا دنیار دون مین مبتلا
ہو نہ حاصل دین نہ دنیار دون — قعر دوزخ مین پڑے جا سرنگون
ساقیا وہ جام دی اب تو نو — عشق دنیا جس سے مجھہ پر سرد ہو
چھوڑ کر دنیا و دین کو سربسر — حکم پر دلدار کے باندہون کمر

سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سی کہ کسقدر سعی اوس امیر کی بیچ حاصل کرنی
اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اوسکا اور بیچ حاصل کرنے سامان آخرت

ایک عارف نی کہ تہا صاحب کمال — ایک منعم سی کیا اوسنی سوال
یہہ کہ دل تیرا ہی ہر شام و سحر — دے نہ مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیار دنی — کسقدر ہے کہہ تو ای مرد غنی
یون کہا اوسنی کہ بی حد و شمار — کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہہ کہا عارف نی اوسکو تو بہلا — رہتا ہی اسکی تگ و دو مین سدا
کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل — یہہ کہا اوسنی کہ کچھہ قدر قلیل

بر جو ہے مقصود ای روشن ضمیر ... بر نہ آیا اوس سی کچھہ غیر عبیر
یہہ کہا عارف نی اسکی ہی ثواب ... فکر مین تحصیل کے ہر روز و شب
رنج و غم مین تو عبث اوسکی میان ... عمر کو کرتا ہی اپنے رایگان
قبلہ اپنا شغل کو اسکے کیا ... عمر اپنی اسکے پیچھے تونے فدا
جانتا ہی وہ جو کچھہ توای فتا ... اوس سی کچھہ حاصل نہین تجھکو ہوا
مدعا دلکا تیرے اوس سی کہین ... کچھہ نہین حاصل ہوا ای نیک دین
ہے بھلا دنیا سی یہہ عقبی کا گھر ... سعی کچھہ اسکے لئے تونے مگر
اوس سی کچھہ حاصل بھی کیونکر ہو جان ... مین نہین کہتا تو کہہ ای نکتہ دان
یعنی اس دنیا ردون سی اسے تجھے ... دار عقبی ہووی حاصل کسے تجھے
مرد وہ ہین جو کہ دنیا چھوڑ کر ... باندہتی ہین راہ عقبی مین کمر
اور تو بہر گاو نفس بیحیا ... کرتا ہی ہر دم نماز اپنی قضا
یاد حق کو تو نماز فرض جان ... اس سی رہتا ہی تو غافل ہر زمان
اس جہان فانی مین تو فانی ہوا ... راہ عقبی کو دیا دل سی بھلا
واسطی عقبی کے تو اسے بے ہنر ... چھوڑتا مردار دنیا کو اگر
خود تجھی یہہ زال دنیا ہو ذلیل ... پانو مین پڑتی تیری ہی قال و قیل

اسمین یہہ بیان ہی کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتی اور ترک کرتی ہین دنیا اون سے پیچھی دوڑتی ہی اور جو لوگ دنیا کے درپی ہوتی ہین دنیا اون سی بھاگتی ہی

حکایت

ایک صاحب دل ولی باعز و جاہ ... باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ
اور گرد اوسکی مرید اور طالبین ... جمع بیٹھی تہی بصد صدق و یقین
ناگہان سے جانور ایک طرف سی ... سامنی کو آ گئی اڑتے ہوئے
ایک تھا ایک پیچھی بھاگت ... اور اوسکی جستجو مین دوسرا
اور نہ بچ آگی تھا کبوتر بس روان ... تھا بسی عاجز اور حقیر و ناتوان
اوسکی پیچھی مرغ زرین بالی پر ... اوڑتا جاتا تھا وہ باصد کر و فر
اور پیچھا مرغ زرین کے اوڑتا ... جاتا تہا نزدیک کو اچون ہوا

کرتا

کرتا تھا ایسی ہر ایک کوشش دلی
ہاتھہ آتا تھا نہ ایک ہی ایک کے

دیکھ یہہ بولے مریدان شاہ دین
ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہیں

کیون کبوتر کے ہی یہی مرغ یون
اور یہی مرغ کی کوا ہی کیون

ہی کبوتر کا مطیع کیون مرغ یون
زاغ باغی مرغ کا تابع ہی کیون

جنس ہی سی تخلف مین ہی یہہ کیا
ایک کا تابع ہوا جو دوسرا

جنس کا طالب ہی اپنی ہر کوئے
جنس سے ہی جنس کو میل ای ولے

جنس جان جنس کی رکھتی ہی میل
ساتھہ دیکھی دن ہی اور ہی شب کی لیل

ہوتلی ہو مومن کا مومن آشنا
اور کافر ہی کافر مبتلا

صالحون کی ساتھہ ہووین صالحان
ساتھہ بدکار رہتی ہون بدکاران

زاغ ہمرہ زاغ کی ہو کر اوڑین
بلبلون کے ساتھہ بلبل خوش رہین

انبیا اسواسطے پیدا ہوئے
جنس سی انسان کی ای ایک پی

آدمی تا ملکی اپنی جنس سے
بے تکلف راہ حق کا سیکھہ لے

جنس سی ہو جنس اپنی کامیاب
فیض ہو ہم جنس سی سکو شتاب

انبیا ہوتے فرشتون سی اگر
کب پکڑتے اونسی او نسبت بشر

کب بھلا انسان ہو کر بیحجاب
راہ حق لیتے فرشتون سے شتاب

ایک خلاف جنس سی ہون سو حجاب
اور ہون ہمجنس سے لکھہ فتحیاب

فایدہ جنس سی ہو جسقدر
غیر جنسیت سی ہو وثنا ضرر

روح جو آئی ہی ملک امر سے
زہد و طاعت سی ای راغب اسلیے

جسم ملک خلق سی پیدا ہوا
خواب و خور مین اسلیے ہی مبتلا

نفس سکے پیدائش ان دونی ہوی
حق نی خو دونو کی اسمین جمع کے

جو کرے یہہ میل جان خاکی کی
نفس امارہ ہی ہے اوسکو طے

اور کرے جو روح کے جانب گذر
نفس لوامہ تبہی ہی اوسوقت بر

میل ملک امر کا جب اسمین ہو
آدمی لوامہ کی جہانب دہر دو

جو ہمت کو شخص سی لاہوتی کو حاصل
ملہم کیدائت پھر رکھتا ہی

بعد تہذیب اور کمال اجتہاد — سلطنت ہووے اور اہل وداد

اس تن کے کب ہی امداد اجتہا — ماجرا اون جانورون کا یہہ سنا

جواب دینا اوس صوفی کا مریدون کو واسطی تسکین اور دلجمعی کے اور بیان کرنا حال اون جانورون کا کہ ایک کے پیچھی دوسرا اوڑتا تہا

مرد صوفی کو ندا ئی نہان — یہہ مریدون سی تو انی کر بیان

جو اوڑتی جاتی ہین یہہ تیز جانور — ہین مثال اونکی سمجھہ اور غور کر

بہاگتی ہین ایک جو دنیا سی دور — دوسری طالب ہین اسکی الغرور

یہہ مثال اونکی ہین تیز جانور — ایک سی ایک بہاگتا ہی دورتر

طالب و تارک ہین جو دنیا کی اب — ایک کو ہی دوسرا کرتا طلب

بہاگتا ہی یہہ کبوتر جی [illegible] بے — مرغ زرین کے فریب و مکر نے

اور دوڑے مرغ زرین اسکی ہے — تا کہ اسیر آپ کو قربان کرے

لیکہ ہرگز یہہ کبوتر نہار [illegible] ہین — ہاتہہ آتا مرغ زرین کی نہین

اور پیچھی مرغ زرین نے اوڑا — حرص سی جاتا ہی کوا پیچھا

پر نہ ہاتہہ آتا ہی ایک کے دوسرا — گرچہ کوشش کرتے ہین بے انتہا

جان عارف ہی کبوتر کے مثال — جاتا ہی حق کی طرف بی قیل وقال

اور زرین مرغ تو دنیا کو جان — دوڑے ہی عارف کی پیچھی یکمان

زاغ یعنی اہل دنیا حرص سے — جون زغن مردار دنیا پر پڑے

گر تو دنیا دار کو کوا شمار — ہوتا ہی مردار دنیا پر نثار

اہل دنیا واسطے دنیا کی مار — دوڑتا ہی ہر طرف ہو بیقرار

لیک وہ مکارہ اونسی بہاگ کے — مرد حقانی کے جا پیچھے پڑے

بہاگتا ہی مرد حقانی مگر — یکہ سی وہ دشمن بیجا کی خوف کر

دوڑتی ہی اوسکے پیچھے یہہ سدا — بہاگتا ہے اس سی وہ مرد خدا

ہی یہی دنیا کا یارو ماجرا — بہاگے ہی جو اس سی یہہ دشمن [illegible]

اور جو اسکو طلب کرتے ہین یہان — بہاگتے ہی اوس سی یہہ [illegible]

اور سن اسپر تو مجہسی ایک مثال — نیک لوگون کا ہوتا معلوم حال
ایکدن ہارون رشید بادشاہ — تخت پر بیٹھا تہا باصد عز و جاہ
اور گرداگرد اوسکی لا کلام — تہی کہڑے آداب سی لونڈی غلام
مہربان اوپر جو تہی سلطان مدام — حکم یہہ مختار کارونکو دیا
جو کہ توشہ خانہ مین موجود ہے — سامنی لا کر دہرین ہا سیم سرسے
سنتی ہی مختار کارون نی جیب — ہر طرح کے نعمتین موجود ہے
حکم پہر لونڈی غلامون کو دیا — شہ نی کی یہہ نعمتین تمکو عطا
جسکو اس نعمت سی جو مطلوب ہے — لے او ٹہا ئین سی وہ بی گفتگو
سنتے ہی اسباب کی باندی غلام — کر چکے ایک ایک ہر ایک نعمت [illegible]
کر کے چھینے اور چھینے کچھ لیا — ہاتہہ ایک لونڈی نی شہ پر رکہدیا
پہر خفا باندے سی یون شہ نی کہا — رکہدیا کیون ہاتہہ مجہہ پر اب بتا
عرض کے لونڈے نی جب ای نیک خو — صاحب ان نعماتکا موجود ہو
اوسکی سمجہے بے کیا پہر جو شہا — چہوڑ صاحب کو پڑی نعمت پر جا
بادشاہ سنتے ہی جہٹ اٹہا [illegible] — اوسپہ عاشق ہو گیا دل جان سے
اور کہا شہ نی اوسی ای با ادب — کر دیا آزاد تجہکو مینی اب
اور یہہ سب نعما اور باندی غلام — کر دی تجہکو عطا اے نیکنام
اس طرح سی جو کوئی حق کے لئے — دل سی سب نعما ر دنیا چہوڑ دے
چہوڑ کر نعما ر دنیا سربسر — دل لگا دے اپنی حق سی بیشتر
حق تعالی ہو کے خوش اوسکو بخشی — آخرت کی نعمتین سب اوسکو دے
تو بہ ای امداد بہر ذو الجلال — دو جہان کی نعمتون پر خاک ڈال
ما سوا پر ہو نہ ہرگز مبتلا — خالصاً مستغرق حق سی ہو دل

اسمین مذمت اور برائی اون لوگون کی ہی کہ فخر کرتے ہین ساتہہ منصب باپ دادا [illegible]
[illegible] اپنی کی [illegible] ہونیکا جاہل [illegible] کی اور جمع [illegible] صد [illegible]

کیا ہی دنیا جان تو ای بے ہنر ۔ قرب سلطان ہی تو کر اس سی حذر
ہو شش بر کسی ہی ہی اور دلسی سرور ۔ قرب سلطان اس سی رہ تو دور دور
ہی سعادتمند وہی اے فتا ۔ آپکو جسنی لیا اس سی بچا
قربت سلطان سی بچ کر بچ سکے ۔ کیونکہ یہہ تیرا وبال جان ہے
اور ہے ایمان کا بہی اسمین ضرر ۔ ہو سکی جتنا تو کر اس سی حذر
اسکی اوپر کہتا ہون ایک داستان ۔ کان دل سی تم سنو ای مہربان
نیک لوگون کا طریقہ ہی یہی ۔ جو بیان کرتا ہون تجہسی ای عزیز

داستان

ایک تہا درویش بس روشن ضمیر ۔ راہ حق مین جیسے وہ کامل بے نظیر
چہوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار ۔ کر لیا تہا اوسنے گوشہ اختیار
خلق سی ہو کر جدا جنگل مین جا ۔ کرتا تہا تنہائی مین یاد خدا
بیٹہہ کر ایک غار مین تنہا سدا ۔ ذکر حق مین ہر گہڑی مشغول تہا
باہر آتا تہا نہ وہ اوس غار سے ۔ پر کبہی حاجت ضروری کی لیے
بعد ہفتہ کے جو ہوتے اشتہا ۔ کہاتا تہا برگ شجر وہ پارسا
ایکمدت ہو گئی اوسکو بسر ۔ ذکر حق کرتے ہوئے اسطرح پر
تہی اوس عارف پر عنایات خدا ۔ واصل مولا وہ رہتا تہا سدا
چہوڑے اس عالم کو جو حق کی لئی ۔ بے شبہہ وہ اپنے دلبر سی ملے
جہد و کوشش شرط ہی بڑی نیر ۔ راہ مین دلدار کے شام و سحر
ہے بہت باریک راہ دلربا ۔ چل سکی نہ بے راہ بر کیسے بہلا
منگی اس رہ مین بہت سی گہاٹیان ۔ ہیں کب ہی راہ بر کے ای فلان
ہی ہمین حضرت محمد اسلیئے ۔ راہ بر لے سنا تہا پہر تو راہ سے
راہ بر لے تا تو سیدہے راہ جا ۔ کہا ہیگو نہیں ڈر تہا ہو گا مبتلا
اولیا مین راہ بر اس راہ کے ۔ انکے دامن کو پکڑ اور راہ سے
عمر بہر کرتا رہے روزہ نماز ۔ نہ ہو وے مرشد تو کب ہو شہ بان

ستر باطن کب تیرے دل کا کھلے / تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے

گرچہ کی تو نے عبادت سالہا / لیکہ بے مرشد تو ویسا ہی رہا

جو کہ تھی حرص و ہوا دل میں بھرے / اس عبادت سے نہ کچھ کم وہ ہوئے

جو نتیجہ حرص و ہوا دل میں تیرے / اس عبادت کو تیری برباد کرے

لوٹتا ہے حق دیکھ دیدہ کر کے باز / منع کرتے ہیں گناہوں سے نماز

عادتاً ہے یہ تیرے روزہ نماز / ستر باطن ان سے کب تجھ پر ہو باز

پیروی گر جا کسی مرشد کی تو / تا کہ کردے تجھ کو وہ سیر راہ کو

ورنہ اس رہ میں تو ہی بے خبر سدا / ٹھوکریں کھاتا پھریگا جا بجا

ہے کجی تو دل میں ذرا ایک سے / بن کمان کے تیر کیونکر چل سکے

تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا / بے کمان کے جا نشانی پر لگا

کس نے پایا ہے صراط المستقیم / بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم

انتہا رکھتا نہیں ہے یہ سخن / حال اس درویش کا اب مجھ سے سن

آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے اوس عارف کی

درمیاں اس غار کے وہ پارسا / ذکر و فکر حق میں رہتا تھا سدا

ناگہاں ایک روز اک پر خندہ فال / ایک عورت صاحب حسن و جمال

با ہزاراں خوبی و زیبندگی / آگئی خدمت میں اس درویش کے

دست بستہ با ادب ہو کر کھڑے / عرض خدمت یہ کی درویش سے

جو کرو اس دم قبول حضرت مجھے / کیا کروں میں کے کرم سے دور ہے

تیرے خدمت میں رہونگی میں مدام / جو کہ فرماؤ بجا لاؤں تمام

دیکھ کر درویش نے اوسکی تئین / کر لیا معلوم باطن سے یہیں

ہے یہ دنیا مکر اور نابکار / سامنے آئی میرے کرکے سنگار

یہ کہا درویش نے ای بیحیا / دور ہو مجھ پاس تو ہر گز نہ آ

بھاگ کر تجھ سے یہاں آیا ہوں میں / چھپ کے تجھ سے ہوں تنہا غار میں

پھر کہ گردن [illegible] تجھ ای پلید / مکر سے ڈرتا ہے تیرے مرد سعید

یہہ کہا اوسنی کہ ای درویش جان
حق مین میرے تجھکو اے مرد یقین
آئی ہون مین حکم حاکم سی یہان
کہکے یہہ نظرون سی وہ غائب ہوئے
یہہ کہا عارف نی جو وہ آئی گے
گر نجاوےگی وہ میری پاس سے
گر نجا مجہہ پاس سی دنیا ردون
مال دنیا ہی یہہ زہر سہم ناک
یعنے اوسکو صرف کرنیکا امر مین
واسطی حق کے جو دی تو ایک یہان
کر سخاوت کا تو شیوہ اختیار
چاہتا ہے وہ جو مجہہ پروردگار
دس برس تک وہ فقیر اوس غار مین
کوئی آتا تہا نہ اوس پاس ای بسیر
گائین بکرے اونت خچر اور گدہے
اتفاقا ایک برس تقدیر سے
خشک سب کہیت اور جنگل ہو گئے
گلہ ہای اشتر و گاوان خر
کچہہ جچا پاتی تہی سبزہ کی بو
یونہین پہرتے پہرتے ایکدن ناگہان
چند ایک چوپائی گرد اوس غار کے
پہر تو چروانے وہان آنی لگے
ناگہان ایکدن وہ عارف غار سی
نکلے تہی جو حق کی عبادت میشتاب

حاکم سی حق کے مین آئی ہون یہان
فایدا کچہہ منع کرنی مین نہین
کیون خفا ہوتا ہی مجہہ پر ای میان
اور عارف کو ہوئی دہشت بڑے
جو تمین مجہسی بہشت سی کہائی گے
گور کا مصرف کرون گا مین اوسے
خرچ اوسکو راہ عقبی مین کرون
گر اوسی پاوے تو اوسپر ڈال خاک
تاکہ کام آوی وہ تیری قبر مین
اوسکی بدلہ پاوی تو سو حصہ وہان
تاکہ راضی تجہسی ہو پروردگار
کرتا ہی اسباب اوسکا آشکار
تہا ہا مشغول حق کے کار مین
کیونکہ بستی سی تہا جنگل دور تر
وہان تلک آتی نہ چرنی کے لیے
تہا عالم مین پڑا حد سے پرے
آدمی حیوان کل مرنی لگے
پہر چروانے لئے ادہر اودہر
دوڑتی چوپائی جہت اوسطرف کو
آئی پاس اوس غار کی سب راعیان
دیکہہ سبزہ چگتے چگتے آگئے
لیکے چوپائی چرانی کے لیے
آتی تہا ہر ایک حاجت کے لیے
نور حق تہا دیکہتا ہو یہہ سی آشکار

یعنی خدا کی راہ مین خرچ کر تاکہ قبر مین تیری کام آوی

دور سی چہرہ الہ صورت دیکھہ کے
اعتقاد دل سی جا بر ایک نے
جو کہ تہا درویش مشغول خدا
جسکو حاصل ہووے وصل دلربا
آخرش سب نی بصد عجز و نیاز
آپکو خواہش ہوا حسن خبر کے
دیکھا جو درویش نی اونکی تیئن
کرکے اونکی عجز و زاری پر نظر
ایک مدت سی یہہ نفس ہے میرا
شیر کے دو ایک دیکر بہوت یار
عرض کے یون خط سی یاران کے اب
جب نہ انکو دودہ کھانے کو ملا
اور کہا رو رو کے سب نی یہ سخن
دیکھہ کر درویش اونکا اضطرار
ایک گابھین کرکے ان سب سی جدر
کرکے بسم اللہ اب ای نیک راہ
کار عقبی مین ہی کوشش شرط یار
کوشش جان سی سن ذرا ای مہربان
سعی و کوشش سے اونہی کے بامراد
نے سفر چلنی کے کب ہو راہ طے
راہ کو کر قطع چل پانو اوٹہا
ہو مسافر کو کہان آرام و خواب
راہ حق دیکہا سے کیا آسان یار
راہ لی چل بخشی کے دامن کو پہاڑ

گرد اوس درویش کے آکر ہوے
رکہدیا پانون پہ سر درویش کے
اونکے جانب کو نہ کچھہ راغب ہوا
پہیر اوسکو اوسی مطلب کے کیا
یہہ کہا درویش سے ای پاکباز
حکم کیجی ہم بجا لاوین ابہی
پاس سی میرے یہہ ٹلنی کے نہین
یہہ کہا کچھہ دودہ لاو ہو اگر
مانگتا ہی دودہ بہی برملا
تا مین مار نفس کا دون زہر مار
گابھین بکری ہو گئی بی دودہ سب
شیر انکی خشک پستان سی ہوا
تنی جو چاہا نہ آیا ہمسی بن
یہہ کہا اونکو کہ ای مردان کار
اوسکو دو ہو تم خدا کے نام پر
سعی کر تو ہو کے امداد الہ
جہد کوشش کر جو تو ہی ہوشیار
کہتے ہین کیا سرور پیغمبر آن
کرتے ہین جو نفس پر اپنی جہاد
جہد کر چل منزل مقصود لے
بیٹھنے کا رہ مین کیا ہی فایدا
ہر گھڑی رہتا ہی اوسکو اضطراب
جو کھڑا ہی تو یہان پانو پسار
تا نہ اولجھی سی اندر خار و جہاڑ

عن فضالة بن عبید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المجاهد من جاهد نفسه

ہے یہہ منزل پر خطر با خار و زار ۔ جو تو جا کر طے کرے ہو بالکل فگار
یعنی یہہ کپڑے لو لجھکر جھاڑ مین ۔ خوب یا تن کو تیری زخمی کرین
طاق مین رکھہ تن سے تو کپڑے اوتار ۔ با دل فارغ تو پھر لے راہ یار
دور ہی منزل بہت رہ مین پہاڑ ۔ اور بہت سے جا بجا کانٹون کے جھاڑ
چاہئیے جو تو جا اُس راہ کو ۔ ہاتہہ مین لے اپنی تیشہ تیز کو
قطع کر یہہ خار رہ سے تاکہ تو ۔ جلد پہنچے منزل مقصود کو
ورنہ لے تیشہ ترا تن ہو فگار ۔ روکدین رہ سے تجھے یہہ سنگ خار
یعنی لا سے تیز تیشہ بنا ۔ سنگ غیریت کو پھر رہ سے اوٹھا
منزل مقصود الا اللہ کر ۔ سیر وہان جا با دل آگاہ کر
یعنی یہہ حرص و ہوا دنیو سے ۔ غیر حق کے ہے ترے دلمین بھرے
بہر حق تو دل سے انکو دور کر ۔ نور عرفان سے اسی معمور کر
یہہ سخن کے بیان ای دوستو ۔ حال اوس درویش کا مجھسے سنو

قصہ دودھ بنا ایک بھڑیکا آزمایش اور بد اعتقادی سے

ایک چرواہا غرض اوسے ہو تھا ۔ پاس گاو نارسیدہ کی گیا
اوسکی دہنی کا ارادہ کر لیا ۔ تاکہ لیوی امتحان درویش کا
اوس جوان نے پاس اوس گائے کے جا ۔ ہاتہہ اوسکی تہنون پر رکھہ دیا
ہاتہہ رکھتے ہی تہنون پر سے گمان ۔ دودھ کے نہرین ہوئی اوس سے روان
ہوکے حاضر سامنے درویش کے ۔ دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے
دودھ لے عارف نے اوسسے پی گیا ۔ بعدہ اوس غار مین جا کر چھپا
ریوڑو نکو لیکے ساری اعیان ۔ شہر کے جانب ہوئی چارو روان
شہر مین وہ سب گئے داخل ہوے ۔ اوس کرامت سے دلی حیران تہی
دن کئی گذرے غرض اسطرح پر ۔ آ گئی تہی چرواہا اوس غار پر
رفتہ رفتہ شہر مین پہر جا بجا ۔ اوس کرامت کا بہت چرچا ہوا
تہا خلائق کے زبان پر یہہ کلام ۔ شاہ تک بہی ہو گیا قصہ یہہ عام

سستی ہی اسباب کی تہہ نی کہا
چلکے اوس عارف کی زیارت کیجے
اوسکا ثانی کوئی عالم مین نہین
لیکے یہہ اور اوٹھکے باصد التجا
شہ کے آنی کا ہوا درویش کو
صحبت میر و وزیر و بادشاہ
ہے سلاطینون کے صحبت مثل آگ
انکی صحبت سی ہر ایک حیران ہو
ہے تکبر انکی لوان دلمین بہرا
پاس سلطانون امیرون کی نجا
صحبت انکی کر غفلت لاتی ہے
اسکے سبب فرماتی ہین خیر الزمان
ہرنہ جو ہون ہمنشین ہم طعام
جو دی عالم رہا امیر دنسی ملے
بس ڈرو انسی بچو اہی مومنین
الغرض شہ عجز و زاری سی سدا
بہہ تو دو نو عارف شہ کی حضور
تے ہوتے جا ہا یون سلطان نے
سوچ کر دلمین کہا دستور کو
باعث برکات رحمانی ہی یہہ
اسکے قدمون کے طفیل ہی ہر ور
شہر مین ہوا سطرح کا مرد جو
الغرض آیا وزیر [illegible] جو
با ادب کی عرض [illegible] آتی

سب امیرون اور وزیرون سی بلا
کیونکہ وہ دور سے مین اپنی فرد ہی
عالم و کامل بڑے سلطان دین
خدمت درویش مین حاضر ہوا
شغل مین حق کے ہر جی گفتگو
ہے ہر اقتبہ سمجھہ اہی نیک راہ
تیر کے مانند انسی دور بھاگ
عاجز انکی مکر سی شیطان ہو
بکریون پر جسطرح ہو بھیڑیا
آپ کو انسی ہر صورت بچا
اور قناعت کا اثر لیجاتی ہے
دین حق کے ہین امین یہہ عالمان
ساتھ سلطانون امیرونکی مدام
دین کے بیٹھک ہوئے وہ جوت نی
تا تمہارا ہیچ رہے اسلام و دین
پاس اوس درویش کے نہی لگا
ہو گئی آپسمین جیون شیر و شکر
خوب ہو جو شہر مین عارف چلے
جو چلی محلون مین عارف خوب ہو
سایہ انوار ربانی ہی یہہ
رحمت حق ہو وے نازل شہر پر
زیب شاہی رونق اسلام ہو
پاس اوس عارف کی باصد گفتگو
شہر مین چلیے تو اب کیا خوب ہے

مرد آزادہ تہا وہ مرد خدا
بولا وہ سن ای وزیر اب مجکو کیا
مجہکو آبادے سی ویرانہ بہلا
ہے موافق طبع ویرانہ مجہے
طالب آرام نفس اپنی کا اب
مرضیٔ حق کا ہون طالب مین سدا
ہے بہلا حق مین میرے گوشہ سدا
کہتے ہین حضرت محمد مصطفے
اختلاط خلق سی ہی جو بچا
فایدا وحدت مین ہووی جسقدر
جتنی کثرت سی بچایا آپ کو
پہر وزیر حیلہ جو نے عرض کے
کب پہنچتا خلق کو دین خدا
یون اگر گوشہ پکڑتے اولیا
یون کہا درویش نے ای باخدا
لیک جو بیمار ہو ای باشعور
جو نہ بیمارے مین پرہیز اب کرے
او صحت جتنی پائی مرض سے
انبیا اور اولیا راسخین
لیک مجہہ مین مرض کچہہ باقی ہی اب
سنکے بولا وہ وزیر اے نیکخو
تارک دنیا ہو تم تو بالیقین
خود بخود ای مین ہم باالتجا
تیرے نفس پاک سی ای مہربان

یعنی فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے السلامۃ فی الوحدۃ والآفات فی الاثنین ۱۲

بہاگ تا تہا خلق سی کو سون سدا
خلق کے ملنی سے تہا فایدا
اختلاط خلق سی ہے سو بلا
اور ہر یک طالب آرام نے
مین نہین ہون ای وزیر باادب
خوب تنہائی مین ہے مرضی ادا
گاو خر مین ہی نہی کا کیا فایدا
جو رہا تنہا وہ آفت سی بچا
جان اپنی کو سلامت لیگیا
او سکی سو درجہ جو کثرت مین ضرر
ملک وحدت کا ہوا سلطان وہ
گر پکڑتے اسطرح گوشہ نبی
رہتا گمراہی مین ہر ایک مبتلا
راہ حق پاتے یہہ کب خلق خدا
جو کہا تو نے یہہ حق ہی اور بجا
چاہیی پرہیز او سکون بالضرور
نے شنبہ وہ ہات دہووے جان سے
کیا دوا پرہیز کے حاجت اوسے
رنج بیماری سی مین پاک ای متین
چاہیی پرہیز مجکو اس سبب
کسر نفسی سی یہہ اب کہتا ہی تو
آیسی ہم پاس تم آئی نہین
آگئے خدمت مین ای پیر ہدا
ہوگئے روشن ہمارے جان جان

تیرے صحبت سی ہوئی ہم پر تمام
تا کہ منی تیرے ہوا و حرص سب
ہین یہہ فرماتے امام المرسلین
نفع جس سی ہو خلایق کو تمام
تم بہی اسیر کچہہ عمل اب کیجیے
فیض سی تیری ہون وہ ذاکر تمام
کرتے ہین کفران نعمت جو کوے
بولا عارف جاہی تشنہ چاہ پر
جو کہ چاہی مجہسی وہ آدمی یہان
الکمدت الغرض اسطرح بس پر
آخرش جانا جو عارف نی کہین
بولا بہتر تیرے فرحت کی لیئے
بعد اوسکے جو صلاح وقت ہے
ہولیا درویش ہمراہ وزیر
شاہ نی دیکہا جو اوسکو دور سے
وہ فقیر اپنی خلاصی کے لیئے
تا کہ دیوانہ سمجہہ کر اسکہڑے
باہر درویش وہان ستانہ وار
بے محابا اسقدر مارا کہ شاہ
بہاگ کر نکلا جہٹ اوس دالان کی
اوس مکان سی شاہ جب باہر ہوا
شاہ نے جانا کہ عارف لطف کی
اس مکان مین تا نہ بیٹہہ کر رکے
مار سے ہو اسکے یہہ تہا فایدا

عیش دنیا سے ہوا بالکل لا کلام
محو دل سی ہوگئی ایک لخت اب
ہے وہ سب لوگون مین بہتر بالیقین
فایدا اوس سی اوٹہاوین خاص و عام
فیض اپنا چلکے سبکو دیجیے
جو پڑے ہیتی ہین غفلت مین مدام
تیرے صحبت سی ہون شاکر وہی ابہی
چاہ پیاسی پاس کب جاہی نیر
مین بہلا کسو واسطے جاوَن وہان
عرض کرتے ہوگئے اسکو نیر
یہہ وزیر اب یہان سی ٹلنی کا نہین
مین چلون گا شہر مین سلطان کے
وہ کرون گا تیرے خاطر جان لے
سوے دولت خانہ شاہ کبیر
اوٹہہ کے آیا واسطے تعظیم کے
مارنے تہہ لگا سلطان کے
چہوڑ دے سلطان مجہکو ای وزیر
مارتا تہا بے خطر پیہم ہزار
بہاگ کر وہانسی گیا با درد و آہ
جسمین بیٹہا تہا وہ سلطان شاہ کی سی
حکم حق سی وہ مکان جہٹ گر پڑا
مارتا تہا مجہکو تہہ اسلیئے
کیونکہ تہا معلوم اوسکو کشف سی
تا کہ اس صدمہ سکی دی مجکو بچا

چاہی تہا عارف چہٹانا آپ کو
چاہی تہا یہہ تو کہ ہو بد اعتقاد
صدق دل سی با ہزاران التجا
عرض کی ای پیشوای عارفان
کیا کرون احسان کا تیری شکر مین
خضر نے کشتی جو توڑی تہی جو یہی
اسطرح مجکو بہی تو نی خضر وار
جانا عارف نی کہ ہے حکم خدا
دلسی اپنی پہیر یون کہنے لگا
مرضی حق پہ نظر رہنا چاہیے
یعنی خواہش پر خدا کے بر ملا
مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا
الغرض کہنی سی عارف شاہ کے
شہ نی عارف کی لیی با عز و جاہ
ہر طرح کی نعمتین موجود کے
وہ فقیر پاک جان و راست باز
عیش دنیا مین تہا ظاہر مین پہنا
پوستین اور دلق کو پہنی ہوئی
ایک حجرہ مین وہ تہا بیٹہہ کر
باخوشی رہتا تہا اوس گدڑی مین وہ
کچہہ نہ اوس دولت سی حاصل تہا اوسے
گرچہ کی دنیا یہہ ملعون ازل
مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا
نیک کاموں مین تو اوسکو صرف کر

حکم حق تہا مبتلا یہہ اور ہو
مرید ہو تہا شہ کو زیادہ اعتقاد
آگیا شہ عارف کی قدموں پر گرا
لطف کا تیری گردن مین کیا بیان
جور مین تیرے ہزارون لطف تہین
تہا گر وہ ظالم کے ہاتوں سی بچے
کردیا سو ورطہ قاتل سی پار
کیا ہی چارہ جب ہوا امر قضا
مرضی حق سی تو اب یہان آرہا
زہر ہی ایک عرصہ چکہنا چاہیے
چاہیے راضی رہے صبح و مسا
زہر ہی چکہی ذرا بہر خدا اوس
شہر مین آیا نکل کر غار سے
کردی تیار محل اور خانقاہ
واسطی درویش کے با صد خوشی
ہو گیا ظاہر مین اندر عز و ناز
لیکہ باطن مین تہا وہ سب سے جدا
نفس پر کرتا جہاد ہر دم و لے
کرتا تہا یاد خدا شام و سحر
فقر پر کرتا تہا محکم آپ کو
پر فقیرون کو دیا کرتا تہا سے
بہر مومن کے لیی بیت المال
نیک ہی گر خرچے اسکو نیک جا
ورنہ تو کتا ہی مردار ہے

مال دنیا کو بقا گرچہ نہین
واسطے دانا کی دنیا خوب ہی
جانتا ہی جو کہ منتر سانپ کے
گر نہو منتر تجھے معلوم یار
تا نہ ہووے ہاتھہ اپنی جان سے
مال دنیا کے نہ ہرگز گرد جا
الغرض درویش کو رتی ہوئی
دس برس اوسکو گئی گذری نہین
زہد و طاعت مین نہ آیا کچھہ بہی فرق
تہی یہہ رسم شاہ جو ہوتا سوار
وقت گشتی کے وہ سلطان آتی
الغرض اکدن اوسی معمول پر
اور اوسی حالت مین وہ پیر تہا
ناگہان وہ زن جو پہلی آئی تہی
پوچہا عارف نی کہ تو کسواسطی
عرض کی اوسنی کہ اے سلطان جان
یہہ کہا چل دور ہو ای بیحیا
تو دغا دے ہی ہر ایککو ہر جگہ
دور ہو مجہسی کہین اب ای بخبے
پاس میرے دو تو یہہ موجود ہین
دور ہو یہان سی تو جلدی ای خبا
ہو گئی غایب نظر سی سن یہہ ذکر
دیکھیے کسطرح ہو دیگا جدا
معتقد مجہ سے ہر جو ہو گا بڑا

خوب ہے گر خرچ ہے اندر کار دین
اور نادانون کو بد اسلوب ہی
سانپ اوسکا یار غار ہوئی اوسکے
سانپ کے مت گرد پہر تو زینہار
یاد رکہہ یہہ بات میری مان لے
جو تو جاوے خرچ کر بہر خدا
ہو گئی دس سال پاس اوس شاہ کے
پیر رہا ویسا ہی اپنی حال پر
گرچہ ظاہر مین رہا دنیا مین غرق
بہر نظم ملک یا بہر شکار
آ کی زیارت کرتا اوس درویش کے
اوسکی زیارت سی ہوا وہ بہرہ ور
یاد مین اللہ کے مشغول تہا
سامنی سی دوسری بار آ گئی
آئی ہی مجہہ پاس اب تیری مجہی
تجہسی مین ہوتی ہون رخصت اس زمان
مکر سی تیرے خدا رکہی بچا
ہو تیرا تابع تو اوس سی دور ہو
پوستین و دلق مجہہ پاس ہی وے
مین نہین آیا ہون تیرے داو مین
کب تلک دیگی مجہی تو مبتلا دغا
اوسکی فتنہ کا ہوا عارف کو فکر
مال و دولت دنیوی مجہسی بہلا
آپ محکم کرے لیو ہر خدا

دیکھنی تقدیر سی ہو گیا سبب
شاہ پڑھتا ہی بہت تعظیم سے
پڑھنی پر لاحول ہوا تشا اغلب
جو قضا آوے تو ہو بر عکس کار
جو کیا چاہی ہی کوئی کار رب
ایکدن تقدیر سے ناگاہ بار
جستجو کے اور محنت بیشمار
رنج بیحد پایا ہے تکلیف سخت
وہان سی تنگ گرفتہ اوسی معمول پر
کرکے قصد ہو پڑوہ اوس فرخ درویش کے
آیا تہا گرمی مین گھبرایا ہوا
شدت گرمی تہی اور درہ کا مکان
ایک طرف تکیہ لگا دیوار کا
شاہ تہا اور عارف تہا وہان
ننگے ہو شکے شکم پر گر پڑے
چاہتا تہا اوسکی شکم پر لیٹی اوٹہا
جاگ اوٹہا یکبارگے گشتہ خواب سی
دوڑ کر جہٹ محل مین داخل ہوا
بولا غصہ سی کہ جہٹ آدمی وزیر
احد کرے آتش اسکو بر ملا
کیا کیا تہا مین کہو اسکا سزا
کیا نکو نے کہ ہی برا لایعہ کہو
جو وزیر اوس امر سی آگہ ہوا
کہنے لگا اپنی لطف و جاہ پر نظر

قتل کہنا اوسی ہو جہاں اگر اسطرح سب
دیکھیے سو دا کرے کیونکر مجھے
ہوگا جو حکم خدا سر پر ہے اب
ہو وین سب تدبیر باطل اور زار
غیب سی کرتا ہی اوسکا کچھ سبب
شاہ جنگل کو گیا بہر شکار
پر ملا اوسکو نہ وہان اوس دن شکار
دل ہوا گرمی سی اوسکا لخت لخت
خدمت عارف مین آیا دوڑ کر
پاؤن پر بوسہ دیا سو صدق سی
اوس جگہ آرام کر اوسنے لیا
کچھ ہوا آسودہ اوس سی شہ وہان
جیون مسافر تہک کے غافل ہو رہا
خنجر سلطان نکل کر از میان
اوٹہا مہربانی سی عارف نی جہٹ
ایکطرف رکہہ دون سے غافل بادشاہ
اوڑ گیا شمشیر ننگی دیکھ کے
پر غضب سی آگ کا شعلہ بنا
تا کرے درویش کو اسدم اسیر
تا کہ دیکھے فعل کا اپنی سزا
پانو نیزہ کہا تہا سرا اسکے
کہینچ خنجر جو مارے قتل کو
پڑہ گیے استغفار یون سی کہا
خان بخشی اسکی کرائی نا ہو

شاہ بولا تجھکو بخشی اسکی جان
چھین کر اس سے یہہ سب مال و منال
ہووے یہہ صدق و وفا ای اہل دل
منت ہو نازان لطف پر انکی کبھی
اعتقاد اہل دولت پر ہے
ایک دم بی حقیقت سے وہ شاہ
دشمن جان اسقدر اوسکا ہوا
دل لگا اوس شاہ سے ای بیوفا
دیکھہ کر سکے وہ جرم و گناہ
چھوڑ دے جو نہ شاہنشاہ کو
سو خطائیں کرکے تو آدمی جو بہر
مال دنیا کے بہی ہی بس وفا
جان سلامت اپنی عارف لیکیا
جو دغا کہاتا وہ اوسکی مکر سے
زیر تیغ بیدریغ شاہ دون
کے تہی اوسنے احتیاط صد سے مگر
جان و تن اپنی سلامت لیکیا
حیف ہی صد حیف ای صاحب سلوک
خاص لذت اوسکی جو دیتے خطا
شیخ اپنا شاہ تجھے ہر دم کے
تت وہ جو ہوش اوس خطاب کشتہ سے ہی
ہو جاتا ہے گویا تو اوس شاہ کو
الله الله ہے یہہ کیا اسلام و دین
جز عمر اک بے قدم سے ہوش ہے

ہے تجھی لازم ہے اسکو اس زمان
کرے نکال شہر سے اسکو نکال
دم سے بس صدق مین آیا خلل
دم مین ہی ہوئی شیطان ہی مین دم مین فوت
دل نہ بچو کوئی ای میری اسے
ہوگیا یہہ ظن اوسے عارف سے آہ
جسطرح بکری کا ہو دیکھی بہیڑیا
جو ہزارون جرم بخشی اور خطا
دی ہی روز سے لطف سے شام و پگاہ
اس سے زیادہ بیوقوف اسکون ہو
خاص ہو درگاہ مین اوسکی تو پہر
دل لگانا اوس سے ہی شک خطا
کیونکہ دنیا پر نہ اوسنے دل دیا
قتل ہوتا تہہ بسے سلطان کے
ہوتا عارف بی شبہ زار و زبون
مال دنیا پر لگی تہی کچھ نظر
مکر سے دنیا ردون کے وہ بچا
ہو تو یون نازان تعظیم ملوک
ہے نہ آوی وہ زصد غم بے شراب
یہہ نہ اسنکے تو مدہوش سا ہے
ہر دم آگی شاہ کے تو سجدہ کرے
کچھ نہین کرتا ہے یاد الله کو
شرک ہی یہہ تو رب العالمین
آیت لا تنتہ و درگوش کی

ساقیا اب آ کہین مت دیر کر
دل میرا تجہہ بن ہوا زیر و زبر

عیش کے سامان سب موجود ہین
تجہہ بنا پر ساغر یا ناسور ہین

آ کہین دمی ہیں حق اگے بہر کے جام
عیش و عشرت جس سی ہو اسیر تمام

اسمین مذمت اونکی ہی جو منصب دنیا کی مین غرق ہین واسطے خدا کے بنیاد دے

کیا ہی دنیا منصب دنیا ر دون
زہر مست جا اوسکی ہوی پر فسون

اوسکی آلودہ ہے تو نی اگر
ہات دہو موہنہ ہی ای بیکو سیر

روح کی آسایش ہر دلی کا تو جان
ایک سر مو ہی کہین اندر جہان

منصب دنیا نہیں ہی تو جان
ہی وہ کیا سمی تو اب تجہسی فرا

راہ حق سی دور جو تجہکو کرے
اور ڈلے کوئی فرقت مین تجہے

ہی یہی دنیا تجہہ ای تنگ تن
نے تماشہ نقرہ و فرزند و زن

تا یہ بدنامی اوسکا نام ہے
سر بسر ناکامی اسکا کام ہے

یہہ نہان ہر لحظہ خاص و عام سے
زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجہے

واسطے اوسکے زہر کے دن اور رات
ہوگا تو کب تک خراب ای بیکذات

منصب دنیا ہی وہ جسنی دیا
خرمن دین کو ترے بالکل جلا

منصب دنیا ہی وہ ای پر فسون
اسطرح جسنی کیا تجہکو زبون

خوش ہی وہ مقبول جسنی یہان بہی
ہاتہ سی جہوڑا نہ اپنی دین کو

اور اس حلوا و نان کی ای فشان
موہنہ کو اپنی کچہ ہین شیرین کیا

خوش ہی وہ دانا کہ جو یہان جہوڑ کر
منصب دنیا ر دون کو سر بسر

مار کر اسپر وہ ای بہشت
خلد مین جون شاہ مردان کے گیا

مثنوی مین مولوی معنوی
نکتہ ایک فرماتی ہین سن ای اخی

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی
ورنہ ہمچو چرخ سرگردان شوی

جہوڑ دنیا کو کہ تا سلطان ہو تو
ورنہ مثل چرخ سرگردان ہو تو

زہر دارد در درون دنیا چو مار
گرچہ دارد در برون نقش و نگار

زہر ہے دنیا کے اندر مثل مار
گرچہ ظاہر مین ہی خوش نقش و نگار

پہلے تو اوسکے بڑہاپی پر سب / بعدہ پہر اوسکو لون کہنے لگے
کیون نہین ہوتا سواری پر سوار / تا نہون بخت سیہ یا تیرے فگار
ضعیف ہی ہوتی سواری چھوڑ کر / رنج رکہاہی اور ٹٹی کے ہمسر
سمجہا نادان کوئی عالم مین نہین / نے سنا ہی اور نہ دیکہا ہے کہین
اولٹی ہون سب کام جب آوی قضا / عقل و ہوش و فکر سب ہوجا فنا
عقل کاملکو ہو حاصل خیرگی / فہم و ہوش بر ہو مایل تیرگی
پر مرد القصہ حیران ہی رہا / اور ہمراہی ہوئی مشکل ہوا
جا کے منزل پر کیا سب نی مقام / وہ رہ رہ مین پڑا با عقل خام
گر نہ سنتا یہ کبھی قول فضول / راہ چلتا بسلامت وہ ملول
جو کیا ہر قول پر اوسنی عمل / راہ چلنی مین پڑا اوسکی خلل
رکہتا ہے ہر کام مین جو اشتغال / کام مین اوسکی ہون ہر جو قیل و قال
لغو سی بچتی ہے کب خلق خدا / آپکو امداد توان سی بچا
خلق کے اچھی برے کہنی سی تو / رنج و غم مین ڈال مت بس آپکو
کہنی سننی پر نکر انکی خیال / کام کر جس سی ہو راضی ذوالجلال
نیک اور بد پر نکر اون کے نظر / کام اسکا جو کام ہے وہ کام کر
تا قیامت کہو غم دنیا و دین / بس سی اوسکی تا مین ہون فارغ
جو نہ دنیا مین خیال الکتاب / اور نہ عقبی مین غم اجر و ثواب
شغل ہو ہر دم خیال یار سے / بیخبر ہون اپنی کار و بار سے
ہر نفس یون اندر خیال عشق یار / غیر استغراق کے ہو کچھ نکار

بیان ہی خاموشی کا جو بہتری کا سبب ہو اور عادتون انسان کی

کیا ہی دنیا جان اے صاحب کمال / یہ جو بھی بحال تیرے قیل و قال
کہول کان اور لب بند کر از مقال / ہفتہ ہفتہ ماہ ماہ سال و سال
کر تو خاموشی کی عادت اختیار / جس سی ہووے دل ترا بھی ہوشیار
ہوی بعضی گفتگو ای تنگ سے / ہوگئے وہ زار گردن مین تری سے

خوش نصیب ہوئی ہین مردان خدا — بند رکھتی ہین زبان اپنی سدا
کرکے خاموشی بہت سی اختیار — کرتے ہین دل سی وہ یاد کردگار
خاموشی بس ہے مقال اہل حال — گر ادہر وین لب تو ہوجاتی ہین لال
بیٹھہ جا خاموش ہوکر ای جوان — تا خموشی ہو ترے نطق و بیان
یون رہیگا کب تلک ای بیفروغ — تو گرفتار دروغ اندر دروغ
ہوش مین آ اب نہین تو بہر خدا — آپ کو گفتار باطل سی بچا
بیٹھہ کر خاموش مجہہ پاس ای جوان — کان دلسی سن ذرا یہہ داستان
تا کہ ہو معلوم تجھکو نہنہار — فایدا اور نقص خاموشی کا یار

تمثیل حکایت

تھا کہین ایک بادشاہ عالی جناب — ایک بیٹا اوسکی تھا نایاب یاب
شاہ چاہی تھا کہ ہو یہہ ذی فنون — تا ولیعہد اوسکو مین اپنا کرون
ایک معلم ماہر تھا ام کو — کر دیا تب اسنے مقرر نیک خو
تا کہ اوس سے سیکھ لے بیٹا ضرور — ہر طرح کی علم و فن ای باشعور
چند عرصہ مین غرض اوسکا پسر — عالم و فاضل ہوا باکر و فر
حل معلومات مجہولات سے — بحث منقولات معقولات کے
عقل کامل جو کرت کسب کمال — ذو فنون دہر ہوے لا مجال
چند برسون مین غرض ای نیکنام — ہوگئی تحصیل اوسکے اختتام
دیکھہ کر فضل و کمال اوسکا تمام — کرتا تھا سو آفرین ہر خاص و عام
لیک وہ شہزادہ والا حسب — رکھتا تھا ہر گفتگو سی بند لب
وصف خاموشی کا تھا اوسنی سنا — اسلیے خاموش رہتا تھا سدا
علم سی حاصل ثمر تھا لب خاموش تھا — مثل دریا زیر لب در جوش تھا
بادشہ نی جو کمال اوسکا سنا — پاس اپنی جہت لیا اوسکو بلا
سامنے بیٹھا کر اوس خوشی سے — گفتگو کرنے لگا ہر طرح کے
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب — سنتا تھا سب کچھ صواب و ناصواب

باوت اس بات سی حیران ہوا
کہ زبان باعث ہی کیا ای باہنر
غرض کے او سنی کہ جتنی سی شہا
ہوگیا خاموش جب سی یہہ پسر
شہ نے پہر اوسپر معین کر دیئے
کہدیا سبکو یہہ جب بولے کلام
الغرض اکدن گیا شاہ جہان
تہا پسر ہمراہ گہوڑے پر سوار
صیدگہ مین ایک تیتر تہا نہان
ناگہان بولا وہ تیتر اکبار
شاہزادہ دیکہہ کر یہہ ماجرا
جو یہہ اسدم جانور رہتا خموش
صید کب ہوتا نہ یہہ گر بولتا
گر نہ اسدم بولتا یہہ جانور
جا کی جاسوسون نے دے شہ کو خبر
شاہ نی خوش ہو باکرام تمام
یہہ کہا شہ نے پسر سے میری جان
ہو پشیمان اوس سخن سی وہ پسر
شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی
غصہ سی بولا وہ شاہ بخرد
اوس پسر نے پہر ندیمو سی کہا
ایک دفعہ وہ جانور بولا تہا وہان
ایک سخن کہنی سی یہہ پائی سزا
ایک سخن کہنے سی دیکہو یہ غضب

اور معلم کو بلا کر یون کہا
رہتا ہی اب خاموش کیا میرا پسر
وصف خاموشی کا سنتی پڑہ گیا
کچہہ نہین اچہے برے کہتا خبر
چند مردم تا سخن اوسکا سنے
پاس بہیجا لاو اسکو والسلام
دشت مین پہر شکار وحشیان
اور شہ جنگل مین مشغول شکار
چہوڑ اوسکو شہ ہوا آگے روان
شاہ نے جھٹ کر لیا اوسکا شکار
ہنس پڑا اور یون ندیمون سی کہا
بند کرتا لب نہ کرتا کچہہ خروش
کہولا جو لب اکدم مین سر دیا
قطع کیون ہوتا اب اسکا تن سی سر
ہہ مبارک آپ کا بولا پسر
بس سنی اوسکو بلایا لا کلام
جو لکہا تہا تو نے کر تجہہ بیان
رکہیا خاموش لب کو بند کر
شاہزادہ پر نہ کچہہ بولا اسے
مار ڈالو اسکو تازیانے صد
کیا یہہ تم باتین بناتی ہو صدا
قطع سر اوسکا ہوا اور مین یہان
اسی سخن گو
تا ندامت

جو حق اور یقین میں تجھ سی یہان — دیکھی کیا حال ہوا اون کا وہان
تو نے ای مرد اعدا ادب با ہوش رہ — سو حکایت گر سنی خاموش رہ
خامشی کا قلعہ ہے مضبوط تر — صاحب اس قلعہ کا رہتا ہی نڈر
کیونکہ اس عالم میں ہین سود و زیان — ہو زبان سی آفتین اکثر یہان
تا دم آخر ز دل دم مزن — از دم خود کار خود بر ہم مزن
ساقیا آ ہی کہان تیرا خیال — بیقرار ہے ہی یہان مجھکو کمال
ہمکین دی خم کے خم موںہہ سی لگا — جرعہ جرعہ دیکی ترساتا ہی کیا
خم سی بے نسبتین ہوگیا جو بی خلل — تیا ٹ لوٹ کر جاوے میخانہ ابل

اسمین مذمت اور برائی اون لوگون کی ہے کہ مشابہت رکہتے ہین ظاہر مین ساتہہ فقرا کے اور باطن مین گروہ اشقیا سے ہین

کیا ہی زیبا ہہ تیرا اعمال سے — جبہ و پشمینہ ردا و شال ہے
یہہ مقام فقر خورشید اقتباس — ہوئی کب حاصل کسیکو در لباس
اسی ردا و جبہ پر تیرے اے چچے — مجھکو یاد آئی تو بیت مثنوی سے
ظاہرت چون گور کافر پر خلل — واندرون قہر خدا عز و جل
از برون طعنہ زنی بر بایزید — واز درونت ننگ میدارد یزید
ہے ترا ظاہر خباثت سی بہرا — جسطرح ہو گور کافر پر بلا
اور تیرا اندرونہ اے پسر — ہے بہرا قہر خدا سی سر بسر
رکہتا ہے ظاہر سی تو طعنہ سدا — بایزید پاک پر اے بیحیا
اور باطن سے تیرے جان ای پلید — سو حیا اور ننگ رکہتا ہی یزید
سن ریا کو اپنے ترک کے نعید — پاک لوگون کا طریقہ ای پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ مین سی بایزید — جاتی تہی ناگہان ایک کتا پلید
ناگہان اون کی برابر آ گیا — آتی تہی دامن لیا اوس سی بچا
جان چلک تی نے کہو لے اپنی لب — عرض یہہ اوسنی کہ ای مقبول رب

زہر این مار منقش قاتل است — می گریزد زو ہر آنکو عاقل است
زہر قاتل ہی یہہ مار نقش دار — بھاگتی ہین اس سی جو ہین ہوشیار
زین سبب فرمود شاہ اولیا — آن گزین اولیا و انبیا
اس سبب کہتی ہین شاہ اولیا — ہین وہ مقبول ولی و انبیا
حب دنیا راس کل خطیئہ — ترک دنیا راس کل عبادۃ
حب دنیا سب خطاؤنکا ہی سر — ترک دنیا سر ہی ہر طاعت کا یہہ
چھوڑ دنیا کو جو تو ہوشیار ہے — عاقلون پر جان یہہ مردار ہے
پہلی تو تحصیل مین اسکی تو مار — کہینچے محنت اور ذلت بیشمار
بعد اسکے چھوڑکر پہر راہ ہے — حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے
اسمین اول تو ہزارون محنتین — اور آخر مین ہوئین حاصل حسرتین
اہل دنیا الغرض یہان اور وہان — محنت اور حسرت مین ہینگی بیگمان
یاالہی مجھکو بہی بہر خدا — الفت دنیا دون سی رکھہ بچا
حب منصب حب جاہ حب مال — واسطے اپنی میرے دلسی نکال
حب مولا حب حق حب خدا — مجھکو اب بہر محمد کر عطا
غیر کی الفت سے کرکے مجھکو دور — ہر دم ہر لحظہ تو رکھہ اپنی حضور

اسمین بیان ہی کہ آدمی کو چاہیئے کہ خلق کے بہلے برے کہنے پر خیال نکرے موافق حکم خدا رسول اللہ کی

گر تو چہوڑا خلق مین خلقت سی اب — ہر زبان خلق سی چہٹا ہی کب
کون ہی جو زبان سی جو بچا — حق پرست ہو تاکہ ہووی خودنما
لوگ ہون تجہہ مین کرامتین ہزار — اور ہو گہوڑے پر تو بہی سوار
گر زمین سی آسمان تک تو اڑی — پر نہ طعنہ خلق سی ہرگز بچے
در سکی کوشش سی نالہ بند تو — پر نہ بند ہووی زبان عیب جو
جمع ہون اہل نفاق آسمین جب — اہل تقوی کی بدی کرنے مین سب
تو خدا کے بندگی سی مونہہ نہ موڑ — کہنے دی جو کچہہ کہی خلقت کو چہوڑ
چاہئے راضی ہو بندہ سی خدا — غیر راضی ہو نا راضی سی کیا

حق سی جو اندیشہ کب آگاہ ہے
چہوٹ سکے گی ان سی کب تو ای دلے
چہوڑتے ہی خلق کب پیچہا ترا
جو کوئے گوشہ کرے ہے اختیار
یون کہین اوسکو کہ ہی یہہ مکر وریو
اور جو ہووی خندہ رو و خوش ادا
اور جو کوئی ہو غنی اور کامران
اور جو کوئی مرد درویش ہو تکو
یون کہین اوسکو جو یہہ لاچار ہے
اور جو کوئی کامران تقدیر سے
خوش کہین کب تک ہو یہہ گردن کشے
اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر
کہوین حق مین اوسکے کمینہ سی زبان
ہاتہ سی تیرے جو دیکہین کوئی کار
اور جو بیکار ہے کرے تو اختیار
اور جو تو باتون ہو بولین تجہے
اور جو خاموشی کرے تو اختیار
اوسکو کہین نامرد جو ہو مرد بار
اور دیرے مردے گر تو کرے
اور کم کہاوے کرین طعنہ اوسے
اور جو ہو خوش خوراک ہون اور خوش لباس
ہے لطیف ہو جو [illegible] دراز
اوسکو یون طعنہ کرین یہہ بےحیا
اور جو [illegible] نادے نقشدار

خلق سے گوشہ عنقا سی وہ بیراہ ہے
گو کرے سو حیلہ اور مردانگے
گرچہ تدبیرین کرے تو لاکہا
اختلاط خلق سے رکہتا ہی عار
آدمی سی بہاگتا ہی مثل دیو
اوسکو کب جانی یہہ نیک اندیش یار
اوسکو بولتے ہین یہہ رعونت زمان
فقر و فاقہ سی بہت سختی مین ہو
اسکے بدبختی کا یہہ ادبار ہے
رتبہ شاہی سی اپنی گر پڑے
ہو خوشی کی بعد آخر ناخوشے
تنگدستی سی وہ ہو جاوی امیر
ہے یہہ دو دن پہر عمر فرومایہ زمان
سمجہین تجہکو ہے بس حریص اور دنیادار
طمع گداپیشہ کہین اور تجہہ خوار
ہیچ پیچ و بق بق پیدا کرتا ہی نے
نقش دیوارے کہین تجہکو بکار
دربا ہی ہر شخص سی تو زینہار
تجہکو دیوانا سمجہہ ہین بہائین
مال اسکا ہی یہہ اور دو نکلی گئے
ہین شکم پرور کہین اوسکو یہہ ناس
یہہ کہ زینت با تمیز و پیرہی عار
ہے یہہ کم قسمت نہ پہنی اور نہ کہا
خوش لباس اور خوش وضع ہووا

اوسکو

اوسکو دین طعنہ کہ اپنی کو جوان — رکہتا ہی آراستہ مثل زنان
جو مسافر ہو نکوئے عمر بھر — مرد اوسکو کہین اہل سفر
یعنی بی زن کے بغل مین یہہ پڑا — کس طرح عقل و ہنر آوے بجا
اور کرین اہل سفر کو یون خطاب — بخت برگشتہ پہرے ہی یہہ خراب
یعنی یہہ صاحب نصب ہو تو اگر — پہرتا کیون شہر و شہر و در بدر
مرد بی زن کو کہنے یون خوردہ بین — اسکے پہرنے سی رنجیدہ زمین
اور کرے گر زن کو بی کہتی مین یون — پڑ گیا دلدل مین کسی خر کے جون
گر کسی سی بردباری تو کرے — یہہ کہین غیرت تہین ہے کچہہ اسے
اور سخی کو یون کہین کرا تو بس — ہاتہہ تیرے ہونگی کل کوشش و بس
جو ہوا قانع بنان خشک و دلق — رات دن کرتی مین اوسکو طعنہ خلق
باپ کے جون یہہ کہے آخر سفلہ مرد — جا گا دنیا سی بصد افسوس و درد
کون ہے جو زبان سے جو بچا — با خوشی کنج سلامت مین رہا
جب نہ چہوٹی ہاتہہ سی حضرت نبی — دشمنون کے کیا حقیقت اور سے
ہے خدا نے مثل نے انباز و جفت — کیا کہا ترسا نے اوسکو ای شگفت
جورو اور بیٹا مقرر کر دیا — مریم و عیسی کو اوسکا بر ملا
پاک ہے وہ ذات از زوجہ و ولد — لم یلد لم یولد الله الصمد
کب چہوٹی کوئے کیسے ہات سی — مبتلا کو صبر ہر دم چاہیے
کب کوئے یہان جو مردم سی بچا — نیک ہو یا بد برا ہو یا بہلا
کہتے ہیں خلق پرمت کر دہیان — صبر کر کے سمجہہ سن یہہ داستان
گر سنی تو دلسی یہہ میرا بیان — خلق سے ہاتون سی جب بادی امان

حکایت بوڑہی مرد بیوقوف کی

ایک بوڑہا مرد تہا بے شعور — عقل کے غم سی تہا وہ جینی سی دور
ناگہان عزم سفر آیا اوسے — اپنی بیٹے کو چلا ہمراہ لے
ایک گہوڑے پاس تہی اوس پیر کے — ہو سوار اوسپر کیا کشتی کر

تھا پسر اوسکا پیادہ در رکاب
چلنے لگے جو ایک گروہ رہ روان
خود سوار اوس پر کرتے طی راہ کو
باری باری چاہیے ہونا سوار
پیر نے یہ بات جو اونسے سنی
کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار
سامنے سے ایک گروہ اور آ گئے
یہ عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور
طفل کو سنے عنود راکب کر دیا
راہ طی ہو آسان کرے طفل اور جوان
یہ نصیحت جو سنی اوس پیر نے
کر کے دونو قول کے برعکس کار
سوچی یوں گھوڑے کو اب تکلیف دیں
اتنے میں اور ایک جماعت آ گئے
ای ستمگر رحم کر بے زبان
چاہیے اسپر سوار ہو ایک سوار
یہ ستم اس بے زبان پر ہو روا
شکر کر حق کا سوارے تجھکو دے
جو سنا بوڑھے نے یہ اونسے بغور
پیدل دونو پھر گھوڑے سے اوتر
گرتے پڑتے جاتے تھے دونو پا کشیں
اور ایک فرقہ ملا آکر براہ
کر تماشا یہ تا جاتے آپ اور وہ پسر
ہے سوارے جاتا ہے سو خود اونکی پر

بر دو باہم ہو کلام و در خطاب
یہ کہا سب نے کہ ای بوڑھے میان
رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو
تا نہو تو اور بیٹا تھک کے زار
الفت پدر نے دل میں جوش کی
خود پیادہ ہو لیا زار و نزار
دیکھ اوسکو یار نے طعنہ لگے
ہے یہ خبطی یا کہ مجنون بالضرور
خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا
پھر سو ایک کوس میں بس ناتوان
طعنہ پہلون کا ہے یاد آیا اوسے
ایک گھوڑے پر چڑھے دونو سوار
تا کہ پھر طعنہ سے اوروں کے بچیں
جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگے
بوڑھا ہو کے تو ذرا ہے مہربان
رکھا اسپر عاجز پہ تونے دو کا بار
گر ہے حیوان پر ہے مخلوق خدا
مہربانی کر تو اسپر اے اخی
دل میں کے تدبیر نادانے سے اور
پا پیادہ ہو لئے پھر سفر
اور گھوڑے جاتے تھے خالی پشت پیچھے
دیکھا اوس بوڑھے نے تو با حال تباہ
اب بھی ہمراہ ہے کوتل مگر
میں پیادہ دونو ہوئے خستہ جگر

چلے

آپی دامن بچا کر لے
خشک ہون زمین تو نہ گیر کو پاک
اور جو دیکھے اپنی اندر غرور کر
سات دریاؤن سیتی بہی دہو اگر
یہہ لگی گنی سی کیفے باز پد
آکرن آپ مین ہم تم دوستی
عرض کے گنی نی اے سلطان بن
مین جون بر در د انہ تو مقبول ہے
دیکھتا ہے تجھکو جو کوئی بشر
اور تجھے جو دیکھتے ہین خاص و عام
اور یہہ ظاہر ہے کہ مین کہتا نہین
اور تجھ پاس ایک منگا ہی بہرا
تجھ مین تجھ مین دوستی کس طرح ہے
رو دو لانے سنگ کی یہہ وہ پاک دین
آہ کیون کر ہونگا پھر مین بے خلص
پاک لوگون کا تو یہہ دیکھ حال ہے
پیرے شانے کوئی عالم مین نہین
اور حقیقت مین ہے یہہ حال آپکا
دست پر تسبیح ہر دل گاؤ خر
ہاتھ مین تسبیح دلمین گاؤ خر
اپنی اس تسبیح کو تو دور کر
پھونک دے اس جبہ ناپاک کو
ظاہر اور باطن ترا گر ایک ہو
مخلصین ہو ظاہر او باطن اگر

تجھ سی اب اسکا سبب پوچھے
اور جو تیر ہوون مین دہونی ہووے اک
وہ خباثت تجھ سے اپنی بخبر
پاک کب ہووے سی تو پی ہر نفس
تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
خوب گہوری بہم ہے تیرے
دوستی ہے مین تیرے قابل نہین
تیرے بر اب کہو کیون کر بنے
دوستی ہاری کی ٹہرے خطر
کرتے مین تعظیم تجہ او سلام
تجھ ذخیرہ وقت اگلا کہین
آرد گندم کا ای فرد خدا
مین باید اور تو ہی پاک ای نیک خو
وا ای مین کتے کے بہی قابل نہین
قابل درگاہ پاک لم یزل
اور یون ترا حیثیت اب قال ہے
عالم فرزانہ وے اور پاک دین
جس سیتی شیطان بہی امان پاجای
انجنین تسبیح کے دار و
ایسی کب تسبیح رکہتے ہے اثر
ذکر دل سی تو دل معمور کر
اور خضا و شانہ دہو اک
یا دے بیشک جب تو دل یہہ ہو
تیرا ہو جا جنت مین

تو نے اے اعداد اب حق کے لیے
بیخودی میں آ خودی سے تو چھوڑ دے

ہے خودی میں جب تلک بیخودی تو
ہو تو بیخود پھر تو خودی ہو بہو

غیر ہے جب تک رہے ہے جستجو
تو جدا ... اپنا ہوا ہی آپ تو

آپکو اپنی میں اول دیکھ لے
غیر کو کر ترک مل اوس یار سے

معرفت پیداست از عرفان خویش
گر شناسی خویش را گشتی ز خویش

ساقیا دے بیخودی کا جام دے
جس گھڑی میں اپنی میں آؤں آپ سے

آپکو کھو محو ہوں در حسن یار
محو اندر محو ہوں میں زینہار

نام عین و رسم و آثار اپنا سب
ہو فنا اندر فنا الملک اب

اسمیں بیان لکھا ہے کہ خدا تعالے کو صرف خدا ہی کی واسطے پوجے نہ طمع جنت کے لیے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہی دنیا جان کی یہ سرشت
یہہ عبادت ہی تیرے پر بہشت

ہی یہی نزدیک اہل دل مقرر
دین گھٹانا جان تو ای بہرور

یعنی مزدور سے عبادت پر ہاں
مانگتا ہی حق تعالے سے وہاں

جا حدیث ما عبدنک ای پسر
تو کلام مرتضے سے یاد کر

یعنی فرماتے ہیں یوں شاہ علے
عاشق حق نائب حضرت نبی

اے خدائے خالق ہر دو جہان
ہی تو ہی مطلوب مجھکو ہر زمان

پوجتا ہوں اب نہ تجھکو اسلئے
طمع جنت یا کہ خوف نار سے

پوجتا ہوں تجھکو تیرے واسطے
ہر طرح تیرے رضا مطلوب ہے

جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا
پوجنے کے لایق ای میرے خدا

بس میں پوجا تجھکو یکا جان کر
غیر کے الفت کو نے دل سے بدر

لیتے ہی طاعت پر اجرت یہہ گروہ
رکھتی ہی اجرت کی طاعت پر شکوہ

آرزو اجرت کے عملوں پر اگر
رکھتا ہی تو ہے یہہ گمراہی تر

واسطے حق کے ہی کب ہی پر خلل
طمع اجرت کے لئی ہے یہہ عمل

یاد آتی ہی اک حکایت اسپر مجھے
خوش [illegible] کر کے [illegible] تجھ سے

حکایت

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کے

کہتے ہیں ایک شخص نے محمود کو
یہہ دیا طعنہ کہ ای شاہ نکو

ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب جمال
جسپہ تو عاشق ہی یوں اب تا کمال

سنتے ہی اس بات کے محمود شاہ
اوس سی یوں کہنی لگا ای نیک راہ

اوسکے خوبی نیک پر ہوں میں فدا
اور نہ عاشق اوسکے رنگ و روپ کا

نقل ہے ایکدن کہ جاتا تھا وہ شاہ
ایک کوچہ تنگ کو باعز و جاہ

ساتھ اوسکے تھی جواہر سی بہرے
چند ایک صندوق اونٹوں پر دہرے

اتفاقاً کھا کے ٹھوکر ایک شتر
اوس گلی میں گر پڑا ای بہرور

گرتے ہی اوس اونٹ کی ای نیک پے
ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی صندوق اسکے

ہوگئے ایک لخت وہاں اوس سے بدر
لعل و یاقوت و زمرد و سیم و زر

دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ
لوٹنے کا حکم دیکر جلد یا

سنتے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے
یک بیک سب لوٹنے پر گر پڑے

چھوڑ شہ کو سب گئے پیادہ سوار
لوٹنے پر گر پڑے بے اختیار

اور رہا ہمراہ نکوئے شاہ کے
رہ گیا پر ایک ایاز ای نیک پے

دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز
تو نہیں لوٹتا ہی کہہ مجھسی راز

عرض کیتا سنی کہا ای سلطان میں
ہے مجھے اس لوٹ سی لوٹا نہیں

تیرے خدمت میں چلا آتا ہوں میں
جاکے سب نعمت اوسی لاتا ہوں میں

دور ہوکر اب تیرے خدمت سی میں
کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سی میں

قرب سلطان سو حاصل جسسی ہے
چھوڑ اوسکو پھر وہ کیوں نعمت کو لے

ہے طریقت کے خلاف ایسے کہ یار
غیر حق کو حق سی مانگی زینہار

اوس سی زیادہ کون ہی ہیچ ادب
جو سوائے حق کرے حق سی طلب

نفس ور ہے وہ جو رکھی نظر
دوست ہی جو دوستی کی آن پر

تو جو کرتا ہی عبادت بے شمار
واسطے حق کے ہی کب ای نابکار

نفس کے خواہش سے کرتا ہی ضرور
یعنی بہر جنت و حور و قصور

خواہشات نفس مین ہیہ ہین سب
کہتا ہی پیچ ہوں مین اللہ کو
اجر جاہنا ہی طاعت پر اگر
اجر پر کیف تنگ تو ہے امیدوار
او سنی فضل و لطف سی تجہکو فنا
باوجود آلودگی کے قید کے
اور اس قید پر ترے ای نیک بے
ساقیا آدی وہ جام بیقرار
ہوئین ہون دنیا دون سی بیخبر
خلد اپنی مظہر لطف و جمال

زہد کے پردی مین کرتا ہی طلب
خواہشات نفس تو پوچہی ہی تو
ہے وہ طاعت گر سمجھہ ای بیخبر
بہتر اس سی اجر کیا جاہے گا یار
اپنے خدمت کے لیئے پیدا کیا
اپنے قدرت سی مزین کر دیا
خلعت عرفان کیا ارا ستے
جس سی ہون مین محو اندر روی یار
نے امید خلد ہے نے خوف و سقر
دوزخ ہے مظہر جلال

سمین بیان ہی شوق چہوٹنی کا ماسوا کے اور مشتاق ہونا طرف شراب طہور کے مراد اوس سی محبت ہی

عمر ضایع اور قضا ہیر ہوے
تاکہ پہچانو نہین اپنی وقت کو
اگر عطا ہو خدا ایک بہر کے جام
ہے خوشی کے در کے وہ بیشک کلید
اور ہر اک ساقیا ارواح کو
اور جہوڑا جلدی خدا کے واسطے
اس خراب آباد ویرانے مین مرا
نے تو مجہکو نفع خلوت سی ملا
دیر و کعبہ مین پہرا سر مارتا
اب بہت بیچین ہون مین ساقیا
بس شراب بیخودی مجہکو پلا
وہ جو عالم ہے اس عالم کے سوا
اک عالم تہا ہون اس عالم سی دور

نی دم اب بہر حق او تہہ
رایگان گذرا ہی جو ای نیک خو
اوس شراب پاک سی ای نیکنام
اوس سی مت رکہہ بہر حق مجہکو بعید
قید سی رنج و الم کے جلد تو
تن ہون کو رنج و غم کے قید سے
خانقاہ و مدرسہ سی دل اوٹہا
اور کچھہ اس سی حاصل ہوا
نے ملا مقصود دل کا کچھہ پتا
ہو میری مشکل کا تو مشکل کشا
قید سی تا یہان کے دل چہوٹی میرا
ہے وہی در کار مجہکو ساقیا
ہو مزہ اس کا اوس عالم کا ضرور

تا کہ ہون مقصود دل سے بہرہ ور
آہ و نالہ شور و غل ایسا کرون
وہ شراب اب ساقیا مجھکو تو دے
آتش موسی سے ایک شعلہ ہی یار
طور ہے اوس نور کا سینہ میرا
بس پلا لا کر کے وہ مجھکو شراب
ہو وہ ایسے جو مے اوس سے ذرا
اوٹھہ کہین پھر خدا ہو جلوہ گر
ماہ بھی اور سب ستارہ چھپ گئے
مطربا کچھہ کہہ کہ یہہ میری بقا
عیش ہے بے عیش میرا مطربا
کر بیان کچھہ یار کے باتون سے آ
دور کر مجھسے اب ایام فراق
باد ف و نی سے تو اوٹھہ کر مطربا
تا کہ ہون ہم پر یہہ سب ہی ننگ نام
آہ کب تک مین کرون آہ و فغان
آہ وا ویلا دریغا حسرتا
پھر سنا مجھکو وہ نظم مستطاب
عمر سب گذری میری در قیل و قال
مطربا اب پھر حق اوٹھہ تو سہی
پھر کوئی شعر عجم مجھکو سنا
اور کچھہ کوئی قوت مثنوی
بشنو از نے چون حکایت میکند
سنو نی سے کیا حکایت کرتی ہے

خاک سے ڈالون ہستی موہوم پہ
خلق مین ایک حشر سا برپا کرون
استخوان کہنہ کو جو زندہ کرے
اوس شراب پاک کا نور آشکار
خم ہے اوسکا قلب اپنا اے فتا
جسکے پینے سے نشہ آوے وہ پھر عہد شباب
دو جہان کی قید سے وہ ہو رہا
صبح ہوتی آئی اب مت دیر کر
اور صدا مین مرغ بھی کرنے لگے
رائگان گذری ہے در رنج و عنا
بے غنا کی کچھہ غنا مجھکو سنا
دل میرا اوس بن ہے غم مین مبتلا
ہو گئی طاقت میرے دور سے طاق
مجھکو اشعار عرب سے کچھہ سنا
عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام
ایک بھی سنتا نہین وہ جان جان
حسرتا صد حسرتا صد حسرتا
جو کہی تھی مین در ایام شباب
اپنی غفلت سے ہوا مین پائمال
کچھہ بھی استطاعت نہین مجھکو رہے
تا کہ دل قید الم سے ہو رہا
از حکیم مولوی معنوی
وز جدائیہا شکایت میکند
کہ جدائی سے شکایت کرتی ہے

مثنوی از نی بشنو از صاحب نفس
نی سنا مت حسن تو صاحب نفس کی
ہو مخاطب اسکو کہتے ہین اے بہرور
وہ کوئی نغمہ سناتی نیک خو
دل میرا غافل ہی اپنی حال سی
بند آہن مین پڑا ہی نفس کی اور بر
اور کہتا ہی کہ ہوا و ہوس سی سوا
سر بسر گمراہ ہوا ہی نیک خو
ہو گئی غفلت سی مدہوش اے سفر
اکثر مدت گذری ہی اسکی تئین
تہتہا مار ہی ہین کافر بر ملا
اب نی ای امداد تو بہر خدا
غیر دلبر کو تو دلسی دور کر
ماسوا دلبر کے دلمین جو ہی شئی
یعنی یہہ حرص و ہوا و حب غیر
ہو سکی جتنا انہین دلسی نکال
دلمین جبتک تیری حب غیر ہے
غیر سی ہے مراد اسکو ای جوان
غیر سی تو گہر کو خالی جلد کر
ہو گئی تو خاموش قیل و قال سی
الغرض امداد تو اپنی کتاب
سال ہجری تہی ہوئی جب ختم یار
جب ہوئی یہہ مثنوی پارہ و تمام

گر جمادی نالہ نشنیدست کس
کیونکہ جامد سی کوئی نالہ سنی
سب زبانون سی مجہی آگاہ کر
خواب و خور سی تاکہ دل بیدار ہو
ہی سدا مشغول قیل و قال سی
جہل سی جو اپنی قایل ہے مگر
یعنی یا مین تیری حرص و ہوا
اپنی گہر ہی سی بہولا راہ کو
آپ کی بہی کچہہ نہین رکہتا خبر
ہی یہہ بتخانہ مین یون گوشہ نشین
دین اور اسلام پر اسکی سدا
خواب و غفلت سی ذرا تو چونکجا
جلوہ دلبر سی دل معمور کر
ہی وہی معبود تیرا جان لے
سب یہہ بتخانہ تیری ہین اور دیر
اپنی دلبر سی تو پہر ہو ہم مقال
ل نہین سکتا تو اپنی یار سے
غیر ہو جس گہر مین وہ اوسجا کہان
نور دلبر تا ہو اسمین جلوہ گر
ہو خبردار اٹھو اپنی حال سی
ختم کر واللہ اعلم بالصواب
یکہزار و دو صد و شصت و چہار
رکہدیا اسکا غذائی روح نام

۱۲۶۴

خاتمہ الکتاب